

# THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Thursday, 17th September, 1953.

The House met at Two of the clock.

[Mr. Speaker in the Chair]

## Questions and Answers

(SEE PART I)

### 3 p.m. Announcement by the Speaker re : Elections to the Board of Secondary Education.

*Mr. Speaker :* The next item on the Agenda relates to the election of six Members to the Board of Secondary Education. Out of 9 nominations, Shri Virendra Patel and Shrimati Laxmi Bai have since withdrawn their names. Now there are 7 candidates and the election will take place at 5 O'clock.

شری سید حسن (حیدرآبادسی) - مسٹر اسپیکر سر - میں ایک انفرمیشن لینا چاہتا ہوں۔  
منسٹرس جو جوابات دیتے ہیں ان سے متعلق سپلیمنٹری کوئسٹن کے لئے جوابات  
ایک دن پہلے ٹیبل پر رکھ دئے جائیں تو مناسب ہوگا۔ اس بارے میں کیا طے ہوا ہے؟

مسٹر اسپیکر - منسٹرس کے جوابات ۱۵ - منٹ پہلے ٹیبل پر رکھے جاسکتے ہیں۔

شری سید حسن - اسمبلی ہاؤس میں یہ جوابات ایک دن پہلے آنے چاہئیں۔

مسٹر اسپیکر - یہ طریقہ نہیں ہے۔

شری مادھو راؤ نرلیکر (ہنگولی - محفظہ) - اسپیکر سر - مکٹوری ایجوکیشن بورڈ  
میں نے اپنا کے لئے نامینیشن پیپر داخل کیا تھا - میں اسکو وٹھ ڈرا کرنا چاہتا ہوں •  
کیا اسکی اجازت دی جاسکتی ہے؟

مسٹر اسپیکر - وٹھ ڈرال (Withdrawal) کے لئے ٹائم دیا گیا تھا  
لیکن معینہ وقت میں آپ نے وٹھ ڈرا نہیں کیا -

شری جی - ہنمنت راؤ (ملک) - اگر ہاؤس اسکی اجازت دیتا ہے تو اس سے ہاؤس  
کا بہت وقت بچ جائیگا۔

مسٹر اسپیکر - اب اس میں ہاؤس کا دخل نہیں رہا -

*Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) :* If the House can give him permission to withdraw, much time can be saved.

مسٹر اسپیکر - وٹھ ڈرال (Withdrawal) کی اجازت دیجاتی ہے -  
اب چونکہ صرف چھ نام باقی رہ جاتے ہیں اسلئے الکشن کی ضرورت نہیں ہے -

Now we shall go to item No. 3 in the agenda.

*Shri V. D. Deshpande :* You have to announce the names of the six members elected to the Secondary Board of Education and declare them as elected.

*Mr. Speaker :* I have already said that the remaining six will be deemed to have been elected. If the hon. Member wants I will read the names again.

Shri M. B. Gautam.

Shri Mohd. Ali.

Shri Newasekar.

Shri M. S. Rajalingam.

Shri K. R. Veeraswamy.

Shri A. Guruva Reddy.

We shall now go to the next item.

**L. A. Bill No. XXIII of 1953, The  
Hyderabad Opium and Intoxicating Drugs  
(Amendment) Bill, 1953.**

*Minister for Excise, Forests, Customs and Revenue Shri K. V. Ranga Reddy :* I beg to introduce : L. A. Bill No. XXIII of 1953, the Hyderabad Opium and Intoxicating Drugs (Amendment) Bill, 1953.

*Mr. Speaker :* The Bill is introduced.

*The Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote):* I beg to move :

"That L. A. Bill No. XX of 1953, a bill further to amend the Hyderabad Horse Racing and Betting Tax Regulation, be read a first time.

*Mr. Speaker :* Motion moved.

*\*Dr. G. S. Melkote :* This bill has been brought by me for certain obvious reasons. The Racing Club in Hyderabad is one of the oldest in the country and we used to get in the past considerable revenue from this Entertainment Tax or Gate Tax, the Totalizer Tax, i.e., the club itself collects certain amount of money and then there is a certain kind of betting. Over the total amount collected we impose  $12\frac{1}{2}\%$  tax. The third tax is what is called the tax on bookies. Here also it used to be  $12\frac{1}{2}\%$ . But for the past 3 or 4 years progressively, the number of entries as well as the number of events have considerably reduced in Hyderabad, due to which the Racing Club instead of making a profit has been undergoing a loss to the tune of 20 to 30 thousand rupees every season. They had a reserve of nearly a lakh of rupees and continuous losses over the last three or four years have compelled the Club to approach Government and seek redress. They say that if this redress is not given, they have no further resources of revenue to run the race with the result they would have to close down racing. I myself attended some of the events last year and tried to understand the whole question. I went into their accounts and found that their figures were absolutely correct. I then felt that some kind of relief must be given and I got my department to examine the whole question and to find out how things stand in other places in India. It was found that the totalizer tax is roughly  $12\frac{1}{2}\%$  in other parts of India except in Mysore where it is 15%. Bookie Tax is a tax on the total amount of investment made by everyone in every event, but we found that in Hyderabad the Bookies make an enormous sum of money. It is a non-official kind of betting. We collect the tax only on their profits and not the total money transacted by them. Even here we were making only  $12\frac{1}{2}\%$ . That means the State was losing and the club was losing, whereas the bookies made good profits. We tried to revise the whole situation, in which case Government would profit

by a little more than what it is getting at present. We used to get roughly 4 lakhs of rupees in the past years, but due to reduction in entries, we got 2 lakhs 80 thousand in 1951-52 and this year, i.e., 52-53 it is 1 lakh and 30 thousand. That means the present income is somewhere 40% of what it used to be before 1950. If we do not give relief to the Club to the extent of 20 to 30 thousand rupees, the Racing Club would have to be closed down and this tax will dry up. That is why we considered the two situations : One thing is to make a reduction in the totalizer tax, i.e., where the Club is making money, from  $12\frac{1}{2}$  to  $6\frac{1}{2}$ %, which is the rate prevailing in many places. By this relief, the Club may just make a little profit or balance its budget. But in the other situation, we want to collect  $12\frac{1}{2}$ % tax from the total investment of the bookies and this will get us an additional profit of 40 to 70 thousand rupees. We will lose 25 thousand this side and make 70 thousand from the other side. The Club will get the benefit of running the races in all the seasons and Government also would get some more money, and we will be taxing only those people who have plenty of money to bet. This is, therefore, a luxury tax. These are the rates in other parts of India and we are only aligning ourselves with other States.

\* شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ جناب صدر۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں اس بل پر اپنی رائے دینے کے قابل ہوں۔ ممکن ہے ایسے کوئی ایم۔ ایل ایز ہوں جو رائے دے سکیں۔ ریسنگ کو الوو (Allow) کرنا چاہئے یا نہیں اس سلسلہ میں بیٹی میں بحث ہو چکی ہے۔ ہمارے تمام کانگریسی دوست پہلے اس خیال کی تائید میں تھے کہ ریسنگ کو ہندوستان میں بند کر دینا چاہئے۔ جس طرح کہ شراب کے خلاف ہم باتیں کرتے ہیں اسی طرح ریسنگ کے خلاف بھی بہت کچھ کہا کرتے تھے۔ ان باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے جب میں اس بل کی طرف دیکھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ آج رلیف (Relief) دینے کے بارے میں بھی سوچا جا رہا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ رلیف کیوں دیجانی چاہئے۔ ریسنگ (Betting) بھی ایک طرح کی گیمبلنگ (Gambling) ہے اور ریسنگ بھی ایک طرح کی گیمبلنگ ہے کم از کم ریسنگ کو جب کانگریسی حکومت بند نہیں کر سکتی تو کیا اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کو رلیف بھی دیجائے؟ ہتھیں کوئی رلیف ریسنگ کو نہیں دینا چاہئے۔ اگر اس کو بند نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم رلیف تو نہیں دینا چاہئے۔

ایک طرف تو پروہیستین (Prohibition) کی باتیں کی جاتی ہیں اور دوسری طرف ریسنگ میں رلیف دینے کا رجحان رکھا جاتا ہے اور اس کے لئے بل لایا جاتا ہے۔ یہ کونسا اصول کانگریسی حکومت اختیار کر رہی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ گاندھی جی نے کہا تھا کہ ہم ریسنگ کے خلاف ہیں۔ میں کہوں گا کہ بیشک کا طریقہ درست نہیں ہے۔ یہ انگریزوں کی حکومت میں یہاں رائج ہوا۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ بیشک کا طریقہ درست نہیں ہے تو اسکو بند کرنا چاہئے۔ حیرت ہے کہ جو خود بخود مر رہا ہے اسکو زندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب وہ خود مر رہا ہے تو مرے دیجئے۔ ریسنگ کا طریقہ آج کے زمانے میں کارآمد ثابت نہیں ہو رہا ہے نہ آئندہ کارآمد ہونے کا امکان ہے۔ اس وجہ سے میں کہوں گا کہ ریسنگ کو برخاست کرنا چاہئے۔ رلیف دینا درست نہیں ہے۔ جو لاسس (Losses) تیس ہزار کے بتائے گئے ہیں وہ کیوں ہوئے۔ اتنے زیادہ خرچے کے ساتھ وہ کیوں چلائے جارہے ہیں؟ جب وہاں اکائی (Economy) نہیں ہو رہی ہے تو وہ خود اپنے لاسس کا خیال رکھیں اور اخراجات میں کمی کریں۔ وہ ساڑھے بارہ فیصد سے اخراجات چلا سکتے ہیں۔ البتہ دوسری بات جو یہاں کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس میں بیسہ لگاتے ہیں ان پر بھی کچھ ٹیکس عائد ہونا چاہئے۔ وہی اصول جو پروہیستین میں ملحوظ رکھا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ پینے والوں کی تعداد کو کم کرنا چاہئے۔ اسی طرح یہاں بھی یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ بہت سے باہر کے لوگ ہمارے پاس ہیں۔ نیوی (Navy) میں ہیں۔ کامن ولتھ آف نیشن (Common Wealth of Nations) کے (لوگ ہیں اس وجہ سے یہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ میں کہوں گا کہ جو چیز خود بخود بند ہو رہی ہے اسکو سہارا دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اسلئے ساڑھے بارہ فیصد کی بجائے سواچھ فیصد کا جو پراویژن رکھا گیا ہے میں اسکے بھی خلاف ہوں۔ جب ہم جمہوری سسٹم پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پھر چاہئے سیندھی پینے والوں کے تعلق سے ہو یا کلب کے تعلق سے یا ریس کورس کے تعلق سے ہو ان تمام چیزوں کو ختم کرنا چاہئے۔ بیشک اور گیملنگ کو درست نہیں کہا جا سکتا۔ یہ چیزیں جمہوری حکومت کے شایان شان نہیں ہیں۔ جب آپ ان چیزوں کو بنیادی طور پر بند نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم رلیف نہ دینا چاہئے۔ اسلئے میں پہلے سکشن کی تائید کرتا ہوں اور دوسرے سکشن کی مخالفت کرتا ہوں۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کوئٹور) جسٹس اسپیکر سر یہاں کلب کے نقصان کے نام پر جو رلیف دینے کی کوشش کی جا رہی ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کلب پچاس فیصدی رعایت کا مستحق قرار پاسکتا ہے۔ ہمارے سامنے کوئی ایسا مواد نہیں ہے کہ واقعی یہ کلب نقصان سے چلی رہا ہے یا کیا؟ اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ ٹوٹا لائین ڈیکس ساڑھے بارہ فیصد کی بجائے سواچھ فیصد کیا جا رہا ہے۔

ٹوٹالائزیر ٹیکس کا اگر کوئی ادارہ مستحق ہر سکتا ہے تو وہ حیدرآباد منسٹریل کارپوریشن ہے۔ ان کا نقصان کرتے ہوئے حکومت نے اس آمدنی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

لوکل گورنمنٹ اور لوکل باڈیز کے اداروں کو انگریج کرنے کی جو پالیسی ہے یہ چیز اوس پالیسی کے مغاثر ہے۔ دفعہ (۱۱) کے تحت ٹوٹالائزیر ٹیکس صراحتاً انٹریٹ منٹ ٹیکس کی تعریف میں داخل ہوتا ہے۔ جسکو وصول کرنے کا مستحق میونسپل کارپوریشن ہوتا ہے۔ لیکن دفعہ (۱۱) کے تحت ایسے تمام اداروں کو یہ ٹیکس وصول کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ اس حق کو حکومت نے اپنے پاس محفوظ رکھا۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ دفعہ (۱۳) کے تحت ٹیکس میں کمی کرتے ہوئے مزید ایک دفعہ کا اضافہ کیا گیا ہے وہ (۱۹) اے ہے۔ حکومت اس اختیار کو بھی اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔ اس کے بعد اس قانون کے تحت جتنے بھی ٹیکس ہیں مثلاً ٹوٹالائزیر ٹیکس۔ انٹریٹ منٹ ٹیکس اور بٹنگ ٹیکس وغیرہ ان کو کم کرنے کے اختیارات بھی حکومت اس دفعہ کے تحت اپنے ہی ہاتھ میں لے رہی ہے۔ بتایا یہ جا رہا ہے کہ کلب کا نقصان ہو رہا ہے کلب کو ریلیف دینے کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت ایسے اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لینے سے نقصان ہوگا۔ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے ریس کورس پر جانے والے اس کے پراس اینڈ کانس جانتے ہیں۔ حکومت کے اس اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لینے کے یہ معنی ہونگے کہ وہ سکرٹریز یا عہدہ داران متعلقہ جن کا تعلق ریس کورس اڈمنسٹریشن سے ہے اُن پر ہی اس کا انحصار ہوگا۔ ان کے مشورہ پر ہی ہم کو چلنا پڑیگا۔ اور کوئی صورت ہمارے سامنے نہیں رہیگی۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پہلے بیک کے طور پر عہدہ دار رہینگے اور عہدہ داران متعلقہ کے پہلے بیک کے طور پر کلب رہیگا۔ ٹیکس کو کم کرنے کے سلسلہ میں حکومت اختیارات لینے کے لئے اگر امینڈمنٹ لائے اور اوسکے وجوہات ہاؤز کے سامنے رکھے جائیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤز کو منظوری دینے میں تامل نہ ہوگا۔ اگر اکزیکیٹیو کو اختیارات سونپے جائیں تو اس میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز وضاحت طلب ہے۔ دفعہ (۱۶) میں لیسنسڈ بک میکر اور بیکر کے الفاظ کا ہیر پھیر کیا گیا ہے۔ پورا ایکٹ پڑھنے کے بعد اس ہیر پھیر کا کیا مطلب ہے واضح نہیں ہوتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ منسٹر متعلقہ اسکو واضح کریں گے۔ اور جو بل منسٹر صاحب لائے ہیں اس پر غور کرنے کے لئے اور اوسکو منظور کرنے کے لئے جو وجوہات ہیں اُن پر روشنی ڈالیں تو مناسب ہوگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ اس سے پہلے کہ فیئانس منسٹر اپنی تقریر شروع کریں میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ کا جو ہیر پھیر کیا گیا ہے تو کیا

یہ منی بل ( Money Bill ) ہے - اگر منی بل ہے تو کیا اس کے لئے  
راج پرمکھ کی منظوری حاصل کی گئی ہے ؟

*Dr. G. S. Melkote :* It is not a money Bill ; I have not increased the tax in any manner. It is a reduction.

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے - جو آرڈر چیج کئے ہیں اور لیسنسڈ بک میکر اور  
بیکر کے ٹیکس کا جو اختیار ہے اوسکے متعلق آپ نے فرمایا کہ ۳۲ تا ۴۰ پرسنٹ سے  
زیادہ نہیں آئے گا۔

*Dr. G. S. Melkote :* No, I will show the hon. Member how it is.

*Shri K. Venkat Rama Rao :* Even alterations also require permission of the Rajpramukh.

\**Dr. G. S. Melkote :* I may make it clear that the consent of the Rajpramukh has been obtained.

The leader of the Opposition has tried to make out a case more in favour of prohibition being introduced in the State than the passage of the present Bill brought in by me. There seems to be a certain amount of confusion in his mind; and he has tried to confuse the House also in certain other respects. To compare horse racing with prohibition is entirely wrong.

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair*]

If anybody has gone to the races, he would say that rarely he sees the common man within the gate where actual betting takes place. The common man may be anywhere in the surroundings, watching and enjoying the running of horses, etc. But those people who actually get into the gate are people who have a certain amount of money with which they could enjoy the event. These people would like not only to get into the gate and see from a comfortable place but also they would like to invest small amounts on any particular event and make profits. But this class of people are not very rich and the amount of betting is also small, but a good number of them take part in betting.

Now, there are three events. The first is the Entertainment Tax. People who could afford to enter into the gate, pay, what is called, the Entertainment Tax, as in any picture-house. This Entertainment Tax, in some other States, may go to the Municipalities and not to the Government as here. But that is a separate matter altogether. The next is the totalizer's tax. This, as I said, is where middle class people bet on any particular event, say from Re. 0-2-0 up to a Rupee and draw small profits like Rs. 10 or 15. The next is Bookies' Tax. Bookies are private individuals who obtain licences and bet. The backer, i.e., the private individual who backs the horse, pays a certain amount of money, which is never varied. When a profit is made, only a percentage of profit goes to the winners and the remaining huge profits are distributed among the bookies. Government used to get a part of the investment by the rich bookies and the bookies themselves used to distribute all the money among themselves. This is not available in any other State.

In every other State there is this Entertainment Tax and the Totalizers' Tax. In Delhi, similar to Hyderabad, the number of events are less. Subsequent the attainment of freedom, the number of events as also the number of people witnessing the events have gone down. Compared to last years, 60 per cent of our revenue has already dried up.

When I say 'backer' he is not taxed in any way by the additional 12½%. We now want to change the basis of betting tax to conform to the practice in the other States. We are trying to align ourselves with the other states so that the rich man who makes a good dividend is taxed completely. That is why the change in the nomenclature. The rich public must be taxed to the full.

A question is raised why should not the club be closed, and why should not prohibition be introduced. The leader of the Opposition has been pleading, as I understand from his arguments, that prohibition should be introduced. But this very same political party in other States has been arguing that prohibition should be removed. How then this argument fits in at this particular juncture, I am not able to understand.

**Shri V. D. Deshpande :** I want to know what the party to which the hon. the Finance Minister belongs feels in the matter.



**Dr. G. S. Melkote :** I may tell the hon. Member that the Congress party is definitely of the opinion that prohibition should be introduced. What is the reason behind it ? The reason is very evident. It is this : no tax should be levied on a person who cannot afford to pay it. The tax must be borne by persons who could afford to pay. The question should be examined against this background. For various economic reasons, we could not bring in prohibition in our State as yet. Compared to what we got 100 years back and what we are getting today, our State derives about 12 crores (as against 3 to 5 lakhs previously) which means nearly 40 per cent of our revenue. From whom do we get? Firstly, from very poor men. Secondly, we auction these shops and the highest bidder gets it and he, in order to make up his amount, mixes water or other material, making his customer believe that it is really the pure intoxicant.

A poor man may be getting 8 or 10 annas with which he has to maintain his whole family. What happens if he puts the money into his pocket and goes to a liquor shop with the idea that he would take only 3 dubs worth of alcohol. After he takes the drink for the first time, he feels he should have a second one for another 3 dubs; and after the second drink whatever balance of mind he had would go and the whole amount that he has with him will be spent away there, in the liquor shop, and his family will thus be ruined. When I impose a luxury tax on any article, there is no doubt that there is also a chance of a poor man purchasing that article, but in doing so he is conscious that he has to spend money to entertain himself. But it is not so in the case of alcohol, where he entertains himself in an unconscious state; and the Government as well as the auctioneer squeeze money from the poor man. Don't we consider this a sin? To equate prohibition with racing is rather fallacious. Anyway, I am not going into details.

Whether racing has to be altogether closed down is a different matter and Government have not yet come to a decision on this issue. I may however mention here that I have gone into the whole accounts of the racing club and it is not correct to say that if the club curtails its expenditure the races can be run. The Club has done everything possible in this direction, and for the last one year it has curtailed its expendi-

ture and even then it is not able to pull on. The only other alternative for the club will be to close down. We are giving this relief so that the club may just carry on and not that it might make profit. If any hon. Members want to examine the accounts of the club and find out the truth, I shall take them to the Club and they may certainly make their suggestions, which I shall consider. It is not only the rich who are betting, but the bookies also are making money. The argument that any slight changes in the tax will hit the poor is baseless. This tax will come only on the totalizer. I am not going to reduce the tax on the rich man, neither am I taxing the public. Of course all of us are agreed that the entertainment tax should be there wherever there are luxuries.

I would like to have the power of varying the tax which is to be imposed on the club, so that I can watch its working year by year and rectify the defects if any, without approaching the House whenever I wish to reduce or increase the tax.

I hope I have sufficiently dealt with the arguments put by the hon. Member before the House and would now request the House to pass the first reading of the Bill. Thank you.

*Shri V. D. Deshpande* : What about racing? Is the hon. Minister for it or wants to abolish it?

*Dr. G. S. Melkote* : Leave alone my personal opinion. Government have not considered this issue and I am, therefore, not in a position to say anything.

*Mr. Deputy Speaker* : The question is :

"That L.A. Bill No. XX of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad Horse Racing and Betting Tax Regulation, 1952 Fasli, be read a first time."

The motion was adopted.

*Dr. G. S. Melkote* : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XX of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad Horse Racing and Betting Tax Regulation, 1952 Fasli, be read a second time."

**\*Shri V.D. Deshpande :** Mr. Speaker, Sir, Before we proceed with the second reading of the Bill, at the outset I would like to say that we require time for submitting the amendments. Secondly, I wish to say a few words.

میں نے رسنگ کے سلسلہ میں جب اپنے خیالات کا اظہار کیا تو پراہییشن کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں پراہییشن کو اس بیس پر نہیں رکھتا۔ پراہییشن ہونا چاہئے یا نہیں اس وقت میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پراہییشن میں اسپیکولیشن (Speculation) کا موقع نہیں رہتا۔ گیاملنگ (Gambling) کے لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اسکی روک تھام کرتی ہے لیکن آج کل ہارس رسنگ ایک سیولائزڈ گیاملنگ (Civilized gambling) ہے اور اس پر پیسہ لگا کر ایک دھندہ بنایا جا رہا ہے۔ اسلئے میں کہوں گا کہ اسپیکولیشن کو روکا جائے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ کانگریس ہی کی جانب سے پونا ریس کورس کو بند کرنے کے لئے ایجیٹیشن (Agitation) کیا گیا تھا۔ اسکو ایر ٹو ایر (Year to year) لیز (Lease) دیا گیا۔ وہاں یہ ہوا کہ اس سال کے لئے رہنے دیا جائے۔ آئندہ سال بند کیا جائیگا پھر دوسرے سال تیسرے سال کے لئے لیز دیا گیا۔ اس بارے میں بمبئی میں ایجیٹیشن ہوا تھا۔ اور اس زمانے میں ہمارے جو خیالات اور جو لیٹریچر تھا وہ اسکے خلاف تھا۔ اسلئے اب اگر وہ خود بخود بند ہو رہی ہے تو اس بڑی چیز کو بند ہونے دیا جائے۔

شری سری پت راؤ نو اسپیکر (اورنگ آباد)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ فرسٹ ریڈنگ ختم ہونے کے بعد جب دوسری ریڈنگ کے لئے موشن ہے تو رولس کے لحاظ سے ایسا قاعدہ نہیں ہے کہ اسپیکر دی جائے۔ یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن جو اسپیکر دے رہے ہیں وہ کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ سکڈ ریڈنگ کے لئے موشن آتا ہے۔ اور ہماری رائے میں نو (No) یا یس (Yes)۔ نو تو موشن پر بولنے کا پورا ادھیکار ہے۔ اسلئے میں نے ابھی جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ رولس کو دھیان میں رکھ کر ہی کئے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ عموماً اسپیکر نہیں دیجاتی لیکن اگر ممبر چاہے تو سکڈ ریڈنگ کے وقت بھی اسپیکر دے سکتے ہیں۔

**\*Dr. G. S. Melkote :** Mr. Speaker, Sir, I think I should take a hint from the short speech of the Leader of the Opposi-

tion that he favours the Government considering the enforcement of prohibition as well as abolition of racing. I have already stated that Government have not considered this matter. This is simply a measure and the intention is only to give certain relief to the club which is conducting the races. I would therefore request the House to pass this amending Bill and if it is the intention of the House that Government should consider the moral aspect involved in races etc., I shall place the matter before Government and apprise the House of the result later.

I have nothing further to say.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“That L.A. Bill No. XX of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad Horse Racing and Betting Tax Regulation, 1358 Fasli, be read a second time.”

The Motion was adopted.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کل بارہ بجے تک اس بل پر امتیاز نہیں دئے جاسکتے ہیں ۔

L. A. Bill No. XXII of 1953, the Hyderabad General Sales Tax (second Amendment) Bill, 1953.

*Dr. G. S. Melkote:* Mr. Speaker, Sir, I beg to move :

“That L.A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a first time.”

*Mr. Deputy Speaker:* Motion moved :

\**Dr. G. S. Melkote:* Mr. Speaker, Sir, The Hyderabad General Sales Tax (Second Amendment) Bill, 1953, which is before the House is a very simple measure. In the General Sales Tax (Amendment) Bill, 1953, which was passed during

the last session only the words 'Refrigerators and Air-conditioning plants' were mentioned and they were not exactly defined ; Spare parts and accessories of these things were not mentioned there. Taking advantage of this, the business people dealing in these articles have been saying that since spare parts and accessories of refrigerators and air-conditioning plants have not been mentioned therein, no luxury tax should be imposed on them. All these things are luxury articles and it is beyond my comprehension as to why they should not be taxed. So I have brought this measure, through which we intend to include parts and accessories of refrigerators and air-conditioning plants as liable to taxation. I hope that since these articles are used only by the rich, who can afford to pay the tax, the first reading of the Bill will be passed by the House without any discussion.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - ایکٹ میں ایک کمی رہ گئی تھی اسکو پورا کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے - میرا یہی خیال ہے -

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

"That L. A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a first time."

The motion was adopted.

*Dr. G. S. Melkote :* Mr. Speaker, Sir, I beg to move :

"That L. A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a second time."

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

"That L. A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a second time."

The motion was adopted.

*Mr. Deputy Speaker :* I think there are no amendments to this Bill. Now, I shall put it to vote clause by clause.

The question is :

“That Clause 2 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

“The Short title’ Commencement and preamble stand part of the Bill.

The motion was adopted.

The Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

*Dr. G. S. Melkote :* Mr. Speaker, Sir, I beg to move :

“That L. A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a third time and passed.”

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے - یہ بل تھرڈ ٹائم ہاؤس کے سامنے آیا ہے۔ اس موقع پر میں یہ خیال ہاؤس اور آنریبل فنانس منسٹر کے سامنے ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ بمبئی میں سیلس ٹیکس اسنڈ کیا جا رہا ہے اور جیسا کہ ہمارے ہاؤس میں کئی مرتبہ کہا گیا سنگل پوائنٹ ٹیکس زیادہ فائدہ مند ہے بمبئی میں بھی یہ خیال کیا جا رہا ہے۔ اگر چیکہ وہاں اب بھی کنٹروورسی (Controversy) باقی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل فنانس منسٹر جس طرح ریفرنڈریٹر کے تعلق سے سوچتے ہیں اسی طرح عوام کے تعلق سے سوچتے ہوئے ٹیکس کو سنگل پوائنٹ (Single Point) بنایا جائے گا اس سلسلہ میں پی۔ ڈی۔ ایف پارٹی کی جانب سے راج پرمکھ کے پاس سبھاؤ بھیجا گیا ہے۔ لیکن جیسے کہ ہر وقت اجازت نہیں دیجاتی شائد اس وقت بھی اجازت نہ دیجائے۔ چونکہ اکسچجر کو بھی نقصان ہو رہا ہے اسلئے آنریبل فنانس منسٹر لمبارے میں غور فرمائیں تو مناسب ہے۔

*Dr. G. S. Melkote :* Mr. Speaker, Sir, I have just returned after two months from the continental tour and am catching up with the events that have occurred in the country during my absence. I shall consider the proposal and do what is necessary.

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

"That L. A. Bill No. XXII of 1953, a Bill further to amend the Hyderabad General Sales Tax Act, 1950, be read a third time and passed."

The motion was adopted.

**L. A. Bill No. XIX of 1953, the Hyderabad Abkari  
( Amendment ) Bill, 1953.**

*Mr. Deputy Speaker :* Let us now proceed to the next item on the Agenda, i.e., first reading of L. A. Bill No. XIX of 1953, the Hyderabad Abkari (Amendment) Bill, 1953.

श्री. गोपिडी गंगारेड्डी (निर्मल आम) :- अध्यक्ष महाशय, यह जो आबकारी अमेंडमेंट बिल है उसका तर्जुमा हमको नहीं दिया गया है। और आज जिसको फ्ल्ट रीडिंग के लिये लिया जा रहा है। कोबी भी बिल असेंबली के सामने बिसलिये लाया जाता है कि मेंबर्स अपनी अपनी राय उसपर जाहिर कर सकें। क्योंकि जनता ने अपने फायदे के लिये जिनको चुनकर दिया है। और जो मेंबर्स यहां चुनकर आये हैं उनमें से ७५ फीसद मेंबर्स ऐसे हैं जो कि अंग्रेजी भाषा नहीं जानते हैं। जो बिल अभी तकसीम हुआ है वह अंग्रेजी में तकसीम हुआ है। बिसलिये जिनको अंग्रेजी नहीं आती है वह ठीक तौर पर अपने स्थालात यहां नहीं रख सकते हैं। सबकी ठीक राय यदि मालूम करनी है तो जैसा यह अंग्रेजी में तकसीम किया गया है वैसा ही उसका तर्जुमा भी हमें मिलना चाहिये। और वह तर्जुमा मिलने के बाद ही जिस बिल की फ्ल्ट रीडिंग ली जाय वैसी मेरी आपसे दरखास्त है।

मैसोडिपि اسپیکر - بزنس کمیٹی میں کیا طے ہوا ہے؟ کیا آپ (شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے) روشنی ڈال سکتے ہیں؟

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - بزنس کمیٹی میں یہ مسئلہ آیا تھا - وہاں شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا گیا کہ بلز الگ الگ زبانوں میں ترجمہ ہو کر ہاؤس میں آنے چاہئیں - اسکیے ساتھ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ موجودہ بلز کے ترجموں کا فوری حاصل کیا جانا ناممکن ہے اسلئے فیسٹ ریڈنگ کی حد تک تو کام جاری رکھا جائے - سیکنڈ ریڈنگ کے موقع پر اسکا ترجمہ ممبرس کو ملنا چاہئے -

شری جی۔ مری راملو (منتہی) - اسپیکر سر - آنریبل ممبر نے کئی مرتبہ ترجموں کے بارے میں شکایت کی ہے - اور اتنی جگہ شکایت کی ہے کہ بیان سے باہر ہے - کریبل چیف منسٹر نے بھی وعدہ کیا تھا کہ کل یا پرسوں انتظام کر دیا جائیگا - لیکن کچھ بھی نہیں ہوا - جب پروویجر کے ترجمے ہی ممبرس کو نہ ملیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پروویجر لیول پر رہ سکے؟ ہم کس طرح کلم کر سکتے ہیں؟ میں مکرر پراوتھتا

کرونگا کہ ترجموں کا جلد سے جلد انتظام کیا جائے تو مناسب ہے تاکہ اسمبلی کا پروسیجر اچھی طرح چل سکے۔

جاگیرداروں کا اہتمام ( شری. وی. کے. کورٹکر ) :—اध्यक्ष महाशय, बिजिनेस कमिटी में यह तय किया गया है कि फर्स्ट रीडिंग के लिये यह बिल लिया जाय। जिसका तर्जुमा अभी हो रहा है, और सेकंड रीडिंग के वक्त वह छपकर आजायेगा। तबतक फर्स्ट रीडिंग किया जाय।

श्री. गोपिंडी गंगारेड्डी :—अध्यक्ष महाशय, मेरा कहना तो यही है कि फर्स्ट रीडिंग के वक्त ही हमको यह तर्जुमा दिया जाय तो ज्यादा अच्छा होगा। और यदि जिस वक्त यह न दिया जाय तो मेरी दरखास्त यह है कि सेकंड रीडिंग के वक्त भी हमको डिबेट करने का मौका दिया जाय। किसी भी बिल पर अपनी राय जाहिर करने का मौका तो फर्स्ट रीडिंग के वक्त ही दिया जाता है। सेकंड रीडिंग के वक्त तो आमतौर पर यह मौका नहीं रहता है। तर्जुमा यदि सेकंड रीडिंग के वक्त आया तो हम अपनी राय नहीं जाहिर कर सकेंगे। सब बिल्स अंग्रेजी में आने की वजह से हम अपने ख्यालात उसपर जाहिर नहीं कर सकते हैं, और हमको अपने साडेबाराह रुपये भत्ता लेकर घर जाना पड़ता है, तो मेरी प्रार्थना यही है कि फर्स्ट रीडिंग के वक्त ही हमको जिस बिल का तर्जुमा दिया जाय।

م. ستر ڈپٹی اسپیکر - جب بزنس کمیٹی میں یہ تصفیہ ہوچکا ہے کہ بلس آئینگے تو مختلف لینگویجس میں ترجیحی بھی دینے کی کوشش کی جائیگی تو عنقریب اس پر عمل ہو جائیگا۔ اس لحاظ سے فی الوقت تو ہم اس بل کی فہرست ریڈنگ لے لینگے۔ سکنڈ ریڈنگ تک ترجمہ کا بندوبست ہو جائیگا۔

شری عبدالرحمن (ملک پیٹھ) :—تو کیا ترجمہ مل جانے کے بعد پھر فہرست ریڈنگ ہوسکیگی؟

م. ستر ڈپٹی اسپیکر - وہ کیسے ہوگا؟ اب تو فہرست ریڈنگ ہوگی۔ اگر ڈسکشن باقی رہ جائے تو کنٹینیو (Continue) ہوسکیگا۔

Shri K. V. Ranga Reddy : Sir, I beg to move :

“That L. A. Bill No. XIX of 1953, a Bill to amend the Hyderabad Abkari Act (No. I of 1316 F.) be read a first time.”

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - اس مسودہ قانون ترمیم قانون کو میں نے اس لئے پیش کیا ہے کہ اس سے پہلے سنہ ۱۹۱۶ء کے قانون کے لحاظ سے تعہدی سسٹم نافذ تھا۔ اس سسٹم کے لحاظ سے احکام وضع کئے گئے تھے۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۳۵ء میں مدراس سسٹم اسٹیٹ میں نافذ ہوا اور اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً کشتیات بھی نافذ ہوتی رہیں۔ اور قواعد بھی وضع کئے گئے۔ اب تک مدراس سسٹم نافذ ہے۔ لیکن اس میں آئے



دن دقتیں پیش آرہی ہیں۔ اسلئے اس قانون کو حالات کے مطابق بنانے کے لئے اس میں ترمیمات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بعض لفظی ترمیمات کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ جسے اس میں پہلے ”قانون تعزیرات آصفیہ“ کے الفاظ تھے۔ اب ”قانون تعزیرات ہند“ کے الفاظ قائم کئے گئے۔ اس طرح کئی جگہ وہ تعلقدار کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اب چونکہ تعلقدار کے بجائے کلکٹر کام کر رہے ہیں اسلئے تعلقدار کی بجائے ”کلکٹر“ کا لفظ قائم کیا گیا۔ اسی قسم کی اکثر لفظی تبدیلیاں ہیں۔ حقوق کی حد تک بھی درختان سیندھی و تاڑ وغیرہ کے حقوق میں تبدیلی ہوئی ہے۔ پہلے زمانے میں درختان خواہ وہ سرکاری زمینات پر ہوں یا خانگی زمینات یعنی پٹہ یا انعامی زمینات پر ہوں تو ہر صورت میں وہ ملک سرکار تصور کئے جاتے تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۵۱ء میں اس اصول میں تبدیلی ہوئی۔ اور یہ طے کیا گیا کہ اگر کسی کے پٹہ کی آراضی پر درخت واقع ہوں تو پٹہ دار کو حقوق مالکانہ دینے کے لئے اس کو ٹیکس کے تناسب سے ایک چوتھائی حق مالکانہ لینے کا حق ہوگا۔ اس لحاظ سے بھی قانون میں ترمیم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں زمانہ سابق کے مقابلہ میں زمانہ حال میں ملک کے حالات میں بہت تبدیلی ہوئی ہے۔ بعض احکام غیر موثر ہو گئے ہیں۔ جنکی وجہ سے سرکاری رقوم کی وصولی میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایسی رکاوٹوں کو بھی دور کرنا ان ترمیمات کا مقصد ہے۔ اسکے علاوہ آجکل خلاف ورزیوں کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کا انسداد بھی ضروری ہے۔ سنہ ۱۳۱۶ء کے قانون کے لحاظ سے خلاف ورزی کی صورت میں ملزم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ عدالت میں اسکو دو چار روپیے جرمانہ ہوتا ہے اور وہ چھوٹ جاتا ہے۔ اس سے جرایم کا انسداد نہیں ہوتا اور خلاف ورزیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ میں حال ہی کا ایک واقعہ ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ہاؤس کو اس کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ نظام آباد میں خفیہ کشید کی بھی گرفتار کی گئی۔ مال مضبوطہ میں شراب کشید کرنے کا ایک بانس کا پائپ تھا جو چار پانچ پیسے کا ہوگا۔ جب پتچنامہ کیا جا رہا تھا تو وہاں کلکٹر اور مہتمم سب موجود تھے۔ ملزم کہتا ہے کہ آپ مجھے تو چالان کرینگے اور عدالت میں چار پانچ روپے جرمانہ ہو کر میں چھوٹ جاؤں گا۔ یہ چار پانچ پیسے کا بانس کا پائپ آپ کیوں ضبط کر رہے ہیں اس سے میرا نقصان تو نہیں ہوگا البتہ مجھے دو بارہ اپنا کام کرنے کے لئے اس چار پانچ پیسے کے بانس کو لانے کی غرض سے تین چار میل جانا پڑیگا اسلئے کم از کم اسکو تو چھوڑ جائیے تاکہ بھی کام جاری رہے۔ تو اس طرح سزائیں کم ہونے سے اتنی ہمتیں بڑھ گئی ہیں اور خلاف ورزیوں کا کوئی انسداد نہیں ہو رہا ہے۔ اس ترمیم کے ذریعہ جرمانہ اور قید کی سزاؤں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ بعض صورتوں میں سزائے قید لازمی قرار دی گئی۔ اہم ترمیمات تین ہیں۔ ایک تو ازدیاد سزا کے لئے دوسرے معاملات کی رقم موثر طور پر وصول کرنے کے لئے تیسرے خلاف ورزیوں کے انسداد کے لئے۔ باقی لفظی ترمیمات ہیں۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ اس ترمیمی مسودہ قانون کو منظور کر لیا جائے۔

\* شری کٹارام ریڈی (نلگنڈہ - عام) مسٹراسپیگر سر قانون آبکاری کی ترمیم کے متعلق متعلقہ مسٹرنے بالکل سہل الفاظ میں یہ کہنے کی کوشش کی کہ پہلے مدراس سسٹم تھا - اسکو بہتر بنایا جا رہا ہے - لفظی ترمیمات کی جا رہی ہیں - جیسے تعلقدار کی بجائے کلکٹر - پینل کوڈ وغیرہ - لیکن اس بل میں بعض ترمیمات کو بہت مبہم اور وائڈ طریقے سے پیش کیا گیا ہے - تعریفات میں آبکاری ریونیو سے یہ مراد دے کہ

‘Abkari Revenue’ means revenue derived or derivable from any duty, fee, tax, fine or confiscation.

یہ جو پہلے تھا - اسکے بعد

Imposed or ordered under the provisions of this Act, or of any other law for the time being in force relating to liquor.

مگر یہ کہنے کی کوشش نہیں کی گئی کہ فلاں قانون کے فلاں سکشن کے تحت یہ آتا ہے - اس میں شامل کیا گیا - یہ بالکل مبہم رکھا گیا ہے -

اسکے بعد پاورس میں تعلقدار کسی شخص کو اپائنٹ کر سکتا - اب تعلقدار کی تعریف میں یہ اضافہ کیا گیا ہے

“Collector” means a Collector of land revenue or any person appointed under section 3 to exercise all the powers and to perform all the duties of a Collector under this Act.”

اس میں صرف انسپکٹر کو ایسے اختیارات دئے گئے ہیں -

اسکے بعد خاص کر دفعہ (۴) کو دیکھنے کی ضرورت ہے - اس دفعہ میں اس سے پہلے یہ تھا کہ

”سرکار عالی کو اختیار ہوگا کہ ایسے شرائط پر جو مناسب معلوم ہوں مدت معین کے لئے کسی شخص کو کسی مقام میں

(۱) کسی مسکریا منشی شے یا گل مہوہ کی فراہمی - تیاری یا فروخت کا بلا اشتراک یا بالانفراد تعہد دیں -

توضیح - تعہد کا نفاذ اس وقت تک ہوگا جب تک کہ تعلقدار یا کوئی اور عہدہ دار مجاز مقررہ نمونہ کے بموجب اجازت نامہ نہ دے -

(۲) اختیار متذکرہ ضمن (۱) سرکار عالی کسی عہدہ دار کو عطا کر سکیں گے -

اس میں حکومت ایسے غیر معمولی اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے جو بہت زیادہ ہیں۔ اس میں وائیڈ پاورس ہیں۔

The Government may by notification in the Jarida and subject to such conditions as it may think fit to prescribe, exempt any liquor or gulmohwa either wholly or partially from all or any provisions of this Act either generally or in any specified area or for any specified period or occasion or as regards any specified person or class of persons.

یہ ایسے پاورس ہیں کہ اس سے لوگوں کو غیر معمولی نقصان ہوتا ہے۔ اور اگر فائدہ کرنا ہوتا تو اقریباً نوازی اچھی طرح ہوسکتی ہے۔ سپریم ہاڈی میں ایسے پاورس ہونے چاہئیں۔ ایسے پاورس اسمبلی میں پاس کر کے لئے جاسکتے ہیں۔

سکشن (۶) بھی قابل غور ہے۔ اس میں یہ ہے کہ

“Where a contract for selling sendhi at a particular place and for a specified time is granted under section 4 to any person, Government, may, by notification in the Jarida, declare that such a grantee shall be competent to issue licence for transport of sendhi in such quantity and subject to such conditions and restrictions as may be prescribed by the Government in this behalf, and a licence so issued shall have the same effect as that granted by the Collector or any lawful authority under section 15 ”.

اس میں مستاجر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اپنے علاقے میں سیندھی لاسکتا ہے۔ آنریبل منسٹر آبکاری نے کہا ہے کہ یہ جرائم کا انسداد کرنا نہیں ہے بلکہ جرائم کو بڑھانا ہے اس لئے ایسے اختیارات مستاجرین کو نہیں مانے چاہئیں۔ خلاف ورزی کو روکنے کے لئے سختی پیدا کرنا چاہئے۔ مستاجر جو منظوری حاصل کرے اسکو استعمال کرے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ لیڈ ریوینیو ایکٹ میں ترمیم کی وجہ سے یہ نہیں ہوا ہے بلکہ خاص طبقہ کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ معمولی اور غریب لوگوں پر ظلم کرنا منظور تھا۔ میں دفعہ (۷) کو ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں۔ ”جب تعہد دار یا اسکے ضامن سے حسب شرائط تعہد رقم وصول نہ ہو تو سرکار عالی کو اختیار ہوگا کہ تعہد دار یا اسکے ضامن کو بقدر زر ضمانت نقصان کا ذمہ دار قرار دیکر اپنا انتظام قائم کرنے یا بفسخ تعہد دوسرے شخص کو دے۔“

اسکے بعد دفعہ (۸) یہ ہے کہ

”۱۔ محصول آبکاری رقم تعہد یا اور رقم جو سرکار عالی کو واجب الوصول ہو ذمہ دار اصلی یا اس کے ضامن سے یا بصورتہ مذکورہ دفعہ (۷) وہ رقم جو تعہد دار قاصر

کو واجب الوصول ہو اسکے شکمیداروں یا ماتحت کے دکانداروں سے مثل بقایا زر مالگزاری وصول کی جاسکے گی۔

۲۔ تعہد دار اپنے شکمیداروں سے رقم واجب ادا اندرون ایک سال مثل بقایا مالگزاری یہ توسط تعلقدار وصول کراسکے گا۔

اسکے بعد دفعہ (۷) کے لحاظ سے جن لوگوں سے وصول کیا جاسکتا تھا اسکا پراویژن تھا۔ آنریبل منسٹر آبکاری نے مستاجرین کو اپنے لاڑ سے ہالنے کی کوشش کی ہے اسلئے ایسا پراویژن اس میں رکھا گیا ہے۔ مستاجرین معاملات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں تو آپ ان سے صداقت نامہ معتبری لیتے ہیں اسکے باوجود جب وہ لوگ کلالوں کو قبول پر دیتے ہیں تو ان پر بھی اپنا ہاتھ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جن شرائط پر تعہد دیا جاتا ہے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ معصوم لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کیا جائے۔ یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ اس کے امپلیکیشنس (Implications) کیا ہونگے آنریبل منسٹر نہیں سمجھ رہے ہیں۔ غریبوں پر اسطرح ظلم ہوگا۔

“(1) All duties, fines fees, and other moneys payable to Government, under any of the provisions of this Act or of any licence or permit issued under it, and all amounts due to Government by any grantee of a privilege or by any licensee under this Act or by any person on account of any contract relating to the excise revenue may be recovered from the lessee or his surety or every such person who may have occupied the business relating to such lease to the extent of the amount due from him to the lessee in respect of the period of occupation of such person, as if they were arrears of land revenue.

یعنی قانون مالگزاری کے تحت جس طرح بقایا وصول کیا جاتا ہے اسطرح وصول کیا جا رہا ہے۔ ان باتوں پر غور نہیں کیا جا رہا ہے کہ مستاجرین سے کیا شرائط طے پائے ہیں۔ جہاں یہ معلوم ہو جائے کہ بقایا ہے تو پس سیندھی تانسے والوں سے وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جس سے غریب سیندھی تانسے والوں کو نقصان ہوگا۔ دوسرا سکشن یہ ہے۔

(2) In case of default of payment of Abkari revenue by the lessee the Government may also proceed to make its own arrangements or resell by cancelling the existing lease of such defaulter and recover the loss in revenue in the manner prescribed in sub-section (1)”.  
جب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ڈیفالٹر ہو تو پھر آپکو پراویژن ہے کہ معاملات کو آپ دوبارہ ہراج کرسکتے ہیں تو پھر ایسے شرائط کی موجودگی میں آپ ایسی کوشش کیوں

کر رہے ہیں۔ یہ بیجا کوشش ہے۔ مجھے تجربہ ہے کہ کنٹراکٹر سے تین مہینے کی دھڑوت وصول کر لی جاتی ہے۔ وہ گورنمنٹ پر بقایا رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کیا کروں کلال نہیں دے رہے ہیں۔ اس پر آرڈر دیا جاتا ہے کہ کلال سے وصول کیا جائے۔ اسپر وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ جب وہ تحقیقات کے لئے درخواست دیتا ہے تو کوئی شنوائی نہیں ہوتی اور پولیس کی مدد سے اوس سے رقم وصول کی جاتی ہے۔ جب چند شرائط کے تحت آپ کنٹراکٹ دیتے ہیں تو ان میں تبدیلی کی ضرورت کیا ہے۔ اگر کنٹراکٹ دینے سے معاملات نہیں سلجھ سکتے تو پھر کنٹراکٹ دینے کی ضرورت کیا ہے۔ میں کہوں گا کہ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو اڈمنسٹریشن ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد سکشن (۱۳) ہے۔ آنریبل منسٹر آبکاری فرماتے ہیں کہ آزادی کے بعد سے بہت کچھ حقوق دئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو حقوق دئے گئے ہیں ان سے دیہاتیوں کو مزید پریشانی میں مبتلا ہونا پڑا۔

13-A. When sendhi yielding Abkari trees are tapped without licence, the tax due shall be recoverable where practicable from the tapper...

بگر آپ سے عملاً کچھ ہو سکتا ہے تو ٹیپر کے ساتھ کچھ کیجئے۔ اگر نہیں تو کم از کم اس پر جو قبضہ ہے وہ برخاست کیجئے۔ اگر لینڈ کا مالک اطلاع نہیں دیتا ہے تو وہاں بھی اس پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ ايسنٹی لینڈ لارڈ (Absentee Landlord) جب وہاں نہیں رہتا ہے تو اس پر ذمہ داری عائد کی جاتی ہے۔

“...or if it cannot be so recovered, from the occupier of any, of the land....”

گویا ہم ثابت کرو کہ تمہارے علم کے بغیر ایسا کیا گیا ہے۔ فرض کیجئے سو درخت کی رقم تحصیل میں جمع کی جاتی ہے۔ پٹواری کو اطلاع رہتی ہے کہ کتنے درخت تراشے گئے ہیں وہ قولداروں سے پیسے لیکر تراشنے کی اجازت دیتا ہے لیکن مصیبت لینڈ اوٹر پر پڑتی ہے۔

or if the trees do not belong to the occupier of the land or if the land is not occupied....”

عملاً پروپرائٹری رائٹس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دوسرے امینڈمنٹ کے بعد اب گذشتہ اصول باقی نہیں رہے۔ اس میں کرنا یہ ہے کہ مالک آراضی پر ذمہ داری چھوڑنا چاہئے۔ ان ذمہ داریوں کے ساتھ آپکو تعہد لینا ہے تو لیجئے۔ لیکن حقوق مالکانہ پروپرائٹری کو ملنے چاہئیں۔ نا جائز طور پر درخت تراشے جاتے ہیں تو اسکی ذمہ داری مالک آراضی پر عائد کی جاتی ہے۔ جب معاملات پٹیل پٹواری کی سازش سے ہوتے ہیں تو آپ ہی بتائے کہ دیہات میں کتنے لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ جب پٹیل پٹواری خود رپورٹ نہیں

کرتے تو یہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں - غریب جو جاہل ہیں وہ متاثر ہوتے ہیں - اسکے بعد دفعہ (۷) میں یہ لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مستاجر ہی نہیں بلکہ مستاجر کے ذریعہ سے جتنے ٹیاپر ہیں - دفعہ ۱۳ میں ذکر ہونے کے بعد دفعہ ۷ میں کیا ایسا لاسکنے میں غور طاب ہے -

“..from the person if any, who owns or is in possession of the trees unless he proves that the trees were tapped without his knowledge.”

14. No lessee shall, except with the permission of Government declare any person to be his partner; and such partner shall not be competent to act as such until he has obtained a licence to that effect from the Collector or any other competent officer.”

جب ایک اصول کے لحاظ سے ایک حصہ دار کو بلا احکام مجاز کے حصہ دار قرار نہیں دیا جاتا ہے تو ایک مستاجر سے جو درخت لیتا ہے اسکی رقم اس سے وصول کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے - یہ کہاں تک درست ہے - اسکے بعد دفعہ (۱۹) قابل ملاحظہ ہے -

“19-A (1) Whenever an offence has been committed which is punishable under this Act, the Excisable articles, material, still, utensil, implement or apparatus in respect of or by means of which such offence has been committed shall be liable to seizure.”

اگر وہ اشیا جنکے متعلق خلاف ورزی ہوئی ہو ضبط ہوں تو اور بات ہے مگر ایک کلال ہے درخت پر چڑھنے کے آلات وغیرہ اسکے پاس ہیں تو وہ کیسے ضبط کئے جاسکتے ہیں - کلال ایک موڑی پیشہ ور ہے اگر اس سے کوئی خلاف ورزی ہوئی ہو تو اسکو مستاجر کے سامنے لایا جاتا ہے اور مستاجر کی ذمہ داری اس پر عائد کی جاتی ہے - بعض جگہ ایسا ہوا ہے -

اسکے بعد سکشن (۲۵) ہے اوس میں یہ ہے -

Sec. 25 (2): In case of illegal tapping of sendhi trees situated on land occupied by a pattadar, tenant or any other person, the provisions contained in section 37-A of the Hyderabad Land Revenue Act shall, so far as may be, having regard to the provisions of section 13-A, apply.

وہی چیز پھر جرم کی تعریف میں داخل کئے ہیں - مگر بعض مقامات پر ایسا ہوتا ہے کہ کاشتکار یا پٹہ دار یا ٹیننٹ جاہل ہوتے ہیں - اور مستاجر اور پٹیل پٹواوی کی سازش کی وجہ سے اطلاع دینے کے بعد بھی جرم میں پھنس جاتے ہیں - اگر چیکہ مستاجر

رقم جمع کرنے کے بعد اور پٹیل بٹواڑی کے تصفیہ کرنے کے بعد رقم ملیگی مگر اس سے پہلے تو جرم عائد کیا جائیگا اور عدالت میں اس جاہل کشتکار کو کھینچ لایا جائیگا۔ یہاں پر زمین بھی اضافہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خلاف ورزی کے انسداد کے لئے یہ ضروری ہے۔ لیکن مستاجرین آبکاری اور عہدہ داران آبکاری کے لئے تو منسٹر صاحب آبکاری بالکل نرم ہو جاتے ہیں۔ مستاجرین سے جرم کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے اور رعایا کوئی خلاف ورزی کرتی ہے تو ہزار روپیہ جرمانہ ہوتا ہے۔ مستاجرین کو ایکسپلینیشن دینے کا بھی اختیار رہتا ہے۔ سکشن (۳۲) کا ضمن (اے) یہ ہے۔

Sec. 32-1 (A)—Nothing in sub-section (1) shall apply to an offence punishable under sub-section (1) of section 38.

اگر مستاجرین اس کی زد میں آتے ہیں تو نرم برتاؤ کیا جاتا ہے۔ دیہاتی آتے ہیں تو سختی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد سکشن (۳۸) بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

Sec. 38. (1) In prosecutions under sections 31, 34 and 34-A it shall be presumed until the contrary is proved that the accused person has committed an offence punishable under that section in respect of

(a) any liquor or sendhi, or,

اس میں یہ ہے کہ آبکاری والے جو مقدمہ لیتے ہیں یہ سمجھ کر لیتے ہیں کہ یہ جرم کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں جو چیزیں رکھی گئی ہیں اون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نقل کی گئی ہے اور نقل کرتے وقت اس کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ آیا پریکٹیکل ہیں یا نہیں۔ اس کا ضمن (اے) یہ ہے۔

(a) any liquor, or sendhi, or

اگر دوکان سے کوئی سیندھی لی جا رہا ہے تو وہ کیا اس جرم سے چھوٹ سکے گا؟ کیا اس کو بھی لیسنس جاری کیا جائیگا؟ دفعہ ۳۲ ضمن (۱) یہ ہے۔

Sec. 32 (1) Whoever, being the holder of a licence for the sale or manufacture of liquor or sendhi under this Act

(a) mixes or permits to be mixed with liquor or sendhi,

(b) with bad intent sells, keeps or exposes for sale..

پہلے کے جو دفعات ۳۱ و ۳۲ (اے) تھے اس میں یہ تھا کہ شراب بنانے والے یا سیندھی بنانے والوں کے پاس مال جمع رہتا ہے اس لئے اس کو جرم قرار دیا گیا۔ لیکن یہاں ”ان لکڑ آر سیندھی“ ہے۔ اگر کسی کے قبضہ میں سیندھی ہو تو اس پر یہ دفعہ عائد ہو جاتا ہے۔ پروویژن میں یہ نہیں ہے کہ پینے والوں کے پاس لیسنس ہو گا یا خریدنا

پڑیگا۔ اس لئے اس میں پیچیدگیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اسکے بعد سکشن (۴۳) ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خلاف ورزی کو روکنے کے لئے سخت سے سخت سزا نہ دی جائے۔ مگر قانون کا منشاء یہ ہونا چاہئے کہ جو لوگ معصوم ہیں وہ قانون کی زد میں نہ آئیں۔ لیکن دفعہ (۷) اور (۴۳) کی ترمیم کرنے کے بعد اس قانون کا مقصد یہ ہو جاتا ہے کہ مستاجرین کا فائدہ کیا جائے اور ٹیپرس (Tappers) کا گلا گھونٹا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں منسٹر صاحب متعلقہ سے گفتگو کی گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم کیا کریں ہمارا بقایا رہتا ہے۔ چونکہ دوسرے لوگ مستاجرین سے معاملہ کرتے ہیں اس لئے ان سے بھی وصول کرنا پڑتا ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ غلط ہے۔ قانون پر دنیا چل سکتی ہے۔ کیوں نہیں آپ مستاجر کی جائداد ایک مرتبہ ہراج کرتے؟ آپ تو ڈھیل دیتے ہیں اوس کو انگریج کرتے ہیں۔ اور بقایا وصول کرنے کے لئے ٹیپر کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ سنہ ۱۹۵۰ء سے اب تک کتنے ایسے مستاجرین کی جائدادیں ہراج کی گئیں جن کا بقایا تھا؟ اگر کوئی کلال بقایا رکھتا ہے تو اوسکو دروازے تک کھینچ کر لیجاتے ہیں۔ ایک شخص جو تحت قانون ذمہ دار ہے اوسکو اس ذمہ داری سے کیسے بری کیا جاسکتا ہے؟ سکشن (۴۳) میں تو مذاق کیا گیا ہے۔ سیول کورٹ کے جو اختیارات ہیں وہ منسٹر صاحب آبکاری اپنے تحت لینا چاہتے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ۔

Section 43 : The lessee may with one year cause all amounts due to him to be realised through the Collector in the manner....

گویا ٹیپر اگر خلاف ورزی کرے تو آپ خود منافع وصول کر کے مستاجرین کو دینگے۔ یہاں یہ کہا گیا ہے۔

Provided that —

(a) the lessee has paid all amounts due from him to Government ; and

(b) such person has occupied the business on the basis of a written agreement between him and lessee and such agreement is produced and proved to have been attested in the prescribed manner before the Collector or such other officer as may be authorised by Government in this behalf.

اگر حکومت کا منشاء یہ رہتا کہ اس نے چونکہ اگریمٹ کیا ہے اس لئے اسکو اس کا اختیار ملنا چاہئے تو آپ اسکو راستہ بتائے کہ قانون معاہدات کے تحت وہ سیول کورٹ میں جا کر رجوع ہو جائے۔ لیکن اس میں تو بھائی وائی کا قصہ ہے۔ تعلقدار اگریمٹ دیکھیں گے۔ پروف بھی دیکھیں گے۔ اور رقم وصول بھی کر کے دینگے۔ اس کا مطلب یہ ہے



کہ ایک مرتبہ رسوم دیشمکتی تو ابالاش ہو گیا لیکن یہ دوسرا رسوم دیشمکتی قائم کر رہے ہیں کہ مستاجر تو برائے نام بولی دینگے - خرد گبر میں بیٹھے رہینگے - اور سرکار بولی کاروائی کرلیگی - میں یہ درخواست کرونگا کہ قانون کے لحاظ سے کس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے - کن کی طرف سے احکام کی تعمیل نہیں ہو رہی ہے یہ دیکھنے بغیر اگر ایک آدمی نہ ملے تو دوسرے پر اسکی ذمہ داری ڈال دینا غلط ہے اور ٹپرس کے لئے مضرت رسان ہیں - مجھے امید ہے کہ منسٹر متعلقہ ان پر غور کریں گے اور یہ دیکھیں گے کہ قانوناً گورنمنٹ کے پاس کون ذمہ دار ہے - اگر کوئی مستاجر رقم نہ دے تو آپ اور کانٹراکٹ کونسل کر سکتے ہیں - اسکی جائداد کو حراج کر سکتے ہیں - ویسا پروویژن چھوڑ کر دوسرے لوگوں پر ظام کرنے کی چوکشش کی جا رہی ہے وہ غلط ہے -

\*شری کے - انترام راؤ (دیور کٹھہ) - منسٹر اسپیکر - معزز ابوان کے سامنے مرحومہ قانون آبکاری ۱۹۵۳ء پیش ہے - میں نے اس کا یہ غور مطالعہ کیا اس قانون کے اغراض و مقاصد میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس میں اس امر کی انتہائی کرشش کی گئی ہے کہ جو بقایا مستاجروں کے ذمہ ہے وہ کس طرح وصول کیا جائے - یہ بھی کرشش کی گئی ہے ہر سال جو تعہد وصول ہونے کا رہتا ہے وہ کس طرح وصول کیا جائے - لیکن انہوں نے اسکی ترتیب کے وقت عوام کی مشکلات کو ملحوظ نہیں رکھا - جو شخص یعنی مستاجر جو گورنمنٹ کے سامنے ذمہ دار ہے اس سے وصول کرنے کی بجائے ایک دوسرے شخص سے جو مستاجر سے معاہدہ کرتا ہے قانون معاہدہ کے خلاف اس سے وصول کرنا پسند کیا - جو مستاجر گورنمنٹ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے یا جو شکیدار گورنمنٹ کے پاس پابند ہوتا ہے قانون معاہدہ کی رو سے اس کو آپ ذمہ دار گردان سکتے ہیں - لیکن ایک ایسا شخص جو مستاجر سے معاہدہ کرتا ہے اور تعہد حاصل کرتا ہے اور جو مستاجر کے پاس ذمہ دار ہے اور کو ذمہ دار گردانا گیا ہے - گویا انہوں نے صرف اپنی رقم کی نگرانی - جیسا کہ اس قانون کے مقصد میں بتایا گیا ہے ہم کو تو صرف بقایا وصول ہونا ہے اس لئے آپ نے صرف اپنی رقم کی نگرانی معاہدہ کرنے والے کو آپ نے نہیں دیکھا - چاہئے کسی نے بھی معاہدہ کیا ہو - بعض دفعات ایسے ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی تو مستاجر کرتا ہے - درختان آبکاری مستاجر تراشتا ہے - اسکی خلاف ورزی کے سلسلہ میں اس کو ذمہ دار گردانا چاہئے - لیکن وہ پٹہ دار راضی جس کے قبضہ میں درخت ہیں اور جسکو خلاف ورزی کا عام نہیں ہوتا وہ متعدد مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے - عہمداران دیہی کے اثرات وہاں ہوتے ہیں - مستاجر عہاد داران دیہی سے سازش کرتے ہیں اور خلاف ورزیاں کرتے ہیں لیکن یہاں اس کو کو جاتا ہے جو درخت مالک ہوتے ہیں - عہدہ داران آبکاری - عہدہ داران مال - گرداواراں - اور عہدہ داران دیہی سب آپس میں - آئی آبکاری کے ہونے کے باوجود ایک پٹہ دار کو ذمہ دار

گردانا جاتا ہے۔ اور درختان کی تراش کے سلسلہ میں اسکو مزا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری چیز جو میں نے محسوس کی وہ یہ ہے کہ جب ہر مستاجر اپنے قوالدار سے الگ معاہدہ کرتا ہے اور اسکا پابند ہوتا ہے پٹر کلکٹر کے ذریعہ یہ رقم وصول کر کے مستاجر کو دلانے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گریبا حکومت مستاجروں کے ایجنٹ کا کام کریگی۔ قانون معاہدہ کی رو سے مستاجر معاہدہ کی پابندی کے سلسلہ میں عدالت میں رجوع ہو سکتا ہے اور دعویٰ دائر کر کے عدالت سے فیصلہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور جوڈیشیری کے متعلق تو یہ مشہور ہے کہ وہ انصاف کو ملحوظ رکھتی ہیں تو ایسی صورت میں کلکٹر کو کیوں اختیارات دئے جا رہے ہیں۔ عوام کو اکریکیو آفسر پر بیروسہ نہیں ہے۔ پٹر معلوم نہیں کلکٹروں کو کیوں اختیارات دئے جا رہے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد میں قانون کے دفعات کی جانب توجہ مبذول کراؤنگا۔

دفعہ (۷) مرممہ قانون میں اضافہ کیا گیا ہے۔ سابقہ قانون کے تحت یہ تھا کہ صرف مستاجر اور شکمیدار جن کا نام کلکٹر کے پاس درج رجسٹر ہو وہ ذمہ دار ہوتے تھے لیکن اب ہر شخص ذمہ دار ہے جو معاملہ حاصل کرتا ہے یا معاملہ پر قابض ہے یا جو معاملہ چلانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ نامناسب ہے اسکو نکال دینا چاہئے۔ عوام قانون سے ناواقف ہوتے ہیں۔ مستاجر ہوشیار ہوتے ہیں ان کو بچنے کا حیلہ اور بہانہ مل جاتا ہے۔ اس لئے اس کو قانون میں نہیں رکھنا چاہئے۔ وہ قوالدار جو مستاجرین سے قول حاصل کرتے ہیں ان کو بھی اس میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ مسٹر صاحب متعلقہ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ الفاظ اس میں سے نکال دئے جائیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اب ساڑھے چار بج گئے ہیں اس لئے ہاؤس برخاست کیا جاتا ہے پانچ بجے ہم پھر ملینگے۔

The House then adjourned for Recess till Five of the Clock.

The House reassembled after Recess at Five of the Clock

[ Mr. Deputy Speaker in the Chair ]

\* شری کے۔ انت رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس قانون میں جو ترمیم لائی گئی ہے اسکے ذریعہ مستاجروں کی حفاظت کی گئی ہے۔ اس میں کلالوں کی مشکلات اور مالکان آراضی کا کرنی خیال نہیں کیا گیا ہے۔ دفعہ ۷ میں پہلے مستاجرین اور کلالوں سے رقم وصول کرنے کے احکام تھے لیکن اب اس میں یہ اضافہ کیا گیا ہے۔

Every such person who may have occupied the business relating to such lease to the extent of the amount due from him

to the lessee in respect of the period of occupation of such person as they were arrears of land revenue (section 7).

اس ترمیم کے ذریعہ ان تمام اشخاص کو قانون کی زد میں لایا گیا ہے جو گورنمنٹ سے کوئی معاہدہ نہیں کرتے کیونکہ جو معاہدہ کرتا ہے وہی شخص ذمہ دار اور جواب دہ ہوتا ہے اسلئے جر اضافہ کیا گیا ہے اسکو حذف کر دینا مناسب ہے۔

اسکے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ اس قانون میں پٹہ داروں کے ساتھ بھی بڑی سختی کی گئی ہے۔ مستاجریں جو گورنمنٹ سے قول پر معاملہ لینے ہیں وہ خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔ وہ بلانمبر اندازی کے درختوں کو ترشوا کر منافع حاصل کرتے ہیں اس میں پٹہ داروں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ مستاجر بہت ہوشیار ہوتے ہیں جو پہلے سے عہدہ داروں سے سازش کر کے انکی زبان بند کر دیتے ہیں۔ انہیں رشوت دیجاتی ہے ایسی صورت میں عہدہ داران دیہی بالا دست عہدہ داروں کو اطلاع نہیں دیتے۔ انہیں تو یہ چاہئے کہ گورنمنٹ کے عہدہ دار جو تنخواہ پاتے ہیں انکے خلاف کارروائی کی جائے۔ اگر قانون شکنی ہوتی ہے تو ان ہی عہدہ داروں کو ذمہ دار گردانا چاہئے۔ ان پر یہ سختی کی جانی چاہئے کہ وہ دور کریں اور خلاف ورزیوں کی نگرانی کریں لیکن ایسا نہیں کیا گیا ہے۔

اسکے بعد دفعہ ۱۲ میں یہ ترمیم لائی گئی ہے۔

“...if any, of the land or if the trees do not belong to the occupier of the land or if the land is not occupied, from the person, if any, who owns or is in possession of the trees unless he proves that the trees were tapped without his knowledge (section 13-A).

اس میں بلا عام درخت تراشی جانے کی صورت میں بار ثبوت ڈالا گیا ہے۔ یہ سختی ان پٹہ داروں پر ہے جنکا منافع میں کوئی حصہ نہیں رہتا۔

اسکے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ جرائم کے جو لوگ مرتکب ہوتے ہیں وہ کار وغیرہ میں مال لیجاتے ہیں تو اسبات کی گنجائش ہونا چاہئے کہ جو لوگ نیک نیتی سے کٹوے انس کرایہ پر دیتے انکو فوری چھوڑ دیا جائے اور مال ضبط کر لیا جائے۔ ایسی گنجائش نہیں رکھنی گئی ہے اسلئے ان الفاظ کو نرم بنانے بلکہ انکو حذف کرنے کی ضرورت ہے۔

اسکے بعد میں وصولی رقم کے سلسلہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں عام طور پر اس سلسلہ میں قانون معاہدہ موجود ہے جسکی رو سے عدالت میں خطائی کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس بل میں مستاجریں کے ساتھ خاص رعایت رکھی گئی ہے حالانکہ ہمارا یہ تجزیہ ہے کہ مستاجریں ہی سب رقم وصول کرتے ہیں۔

اس ترمیم سے مستاجران کی حفاظت ہوتی ہے اور رقم ہٹہ داروں سے وصول کرنا پڑیگا جس سے ان پر بڑی سختی ہوگی ۔

اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری جی۔گو پال راؤ (پاکستان)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج ایوان کے سامنے قانون آبکاری پر ترمیم آئی ہے ۔ اس سے پہلے بنی ترمیمات آئیں لیکن الکشن کے بعد یہ سب سے پہلا موقع ہے کہ ایسی بڑی ترمیم لائی جا رہی ہے ۔ کانگریس کے الکشن جیتنے کے بعد دو چیزیں ہمارے اور عوام کے سامنے آئیں ۔ ایک ٹری ٹودی ٹیاپر اور دوسرے لینڈ ٹودی ٹالر لیکن میں نے جب یہ ترمیم دیکھنی تو ایسی کوئی چیز نہیں پاتا ۔ کہیں بی بی اس کا ہتہ نہیں چل رہا ہے کہ ٹری ٹودی ٹیاپر کے لئے کیا ترمیم کی گئی ہے ۔ جہاں تک لینڈ ٹودی ٹالر کا تعلق ہے اس سے متعلق قانون ۔ کٹ کمیٹی کو ریفر کیا گیا ہے اور وہ رپورٹ آئندہ دس بارہ دن میں ایوان کے سامنے آنے والی ہے ۔ لیکن اس مسودہ قانون میں جو ترمیم ہے اس کے تعلق سے میں نے یہ دیکھنے کی کوشش کی ہے کہ آنریبل منسٹر نے ”تراشنے والے کا جہاڑ“ کا جو نعرہ لگایا تھا اس کی کہاں تک اس ترمیم میں لانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ یہاں مستاجر ۔ ذیلی مستاجر شکمی دار ۔ جہاڑ چڑھنے والے ، پیچنے والے اور ایسے ہی کئی درمیانی لوگ ہیں لیکن کہیں بی بی ”تراشنے والے کا جہاڑ“ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

قانون آبکاری حیدرآباد بہت پرانا اور فرمودہ قانون ہے جو قراب قراب ۱۰ سال پہلے نافذ کیا گیا تھا ۔ اس سے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ ترمیم قانون مدراس سسٹم پر نافذ کیا گیا ہے ۔ لیکن شائد وہ قانون بی بی ۱۸۸۰ یا ۱۸۸۷ ع میں نافذ کیا جا کر سنہ ۱۹۳۷ ع میں منسوخ کیا گیا جبکہ کانگریس کی حکومت برسر اقتدار آئی کرونگہ کانگریس نے اس کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی تھی ۔ یہ قانون اس پرانے زمانے کا ہے جبکہ انڈیا میں انگریزوں کا راج تھا ۔ اس زمانے کی بات ہے جب تصور یہ تھا کہ سرکار کو نقصان نہ پہنچے ۔ رعایا کے نقصان سے کوئی مطالب نہ تھا ۔ اس وقت نقطہ نظر یہ تھا کہ سرکار کو کم سے کم نقصان اور زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے ۔ اب جبکہ آنریبل منسٹر نے اس قانون میں ترمیم پیش کی ہے اس سے بی بی اسی بات کا پتہ چل رہا ہے ۔ اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں اور شائد آنریبل منسٹر کو اچھی طرح یاد ہے انہوں نے آئندہ کانفرنس کے سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ عوامی فائدہ ان کے پیش نظر تھا اور انہوں نے اس قانون کے متعلق رعایا کی طرفداری اور ہمدردی کی باتیں کی تھیں ۔ لیکن اس قانون میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی ۔

اس قانون میں بہت ساری چیزیں اچھی بھی ہیں اور بہت ساری بری بھی ۔ شائد بہت ساری چیزیں الٹیشنیشن چلانے کی خاطر رکھی گئی ہوں اور میں اس سے

ہیں کر رہا ہوں کہ تمام باتیں بالکل خراب ہی ہیں۔ لیکن عوام کی تائید اور ان کے مفاد میں جو چیزیں چاہئے تھیں وہ اس میں نہیں ہیں۔ اور اس ترمیم سے یہ پایا جا رہا ہے کہ مارے اختیارات ڈپارٹمنٹ کو ہی حاصل رہیں گے۔ یہ ڈپارٹمنٹ کیسا ہے کیا ہے یہ ایوان بنی جانتا ہے اور آنریبل منسٹر بی بی۔ جس وقت رشوت ستانی کے معاملہ میں سوال کیا گیا تھا تو آنریبل منسٹر نے یہ فرمایا تھا کہ دوسرے ڈپارٹمنٹس کے مقابلہ میں میرے پاس رشوت ستانی کم ہے۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ڈپارٹمنٹ کی کیا حالت ہے۔ اپنی چند گزیر قبل آنریبل فینانس منسٹر نے فرمایا کہ ہماری ۴۰ فیصد آمدنی اس ڈپارٹمنٹ سے آتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عوام کو اس ڈپارٹمنٹ سے کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اگر اے کے بجائے بی اور بی کے بجائے سی ایسی ترسیلات ضروری ہوں تولائے۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے لیکن اس محکمہ کا تعلق عوام سے ہے اس لئے وہاں کے حالات بر غور کرنا ضروری ہے۔ وہاں آفیسروں کی یہ ذہنیت ہے کہ وہ اہلکار کو ”آپ“، ”نک نہیں کہتے“ ہمیشہ ”تم“ کہتے ہیں تو ایسے عہدہ داروں کو اتنے وسیع اختیارات دینا کہاں تک حق بجانب ہے۔ جہاں وہ بلا کسی وارنٹ کے کسی کو گرفتار کر لے۔ کسی کا بیل ضبط کر لے۔ کسی کی بندی ضبط کر لے اور ایسی دنیا بھر کی چیزیں ہنکتی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اڈمنسٹریشن کی خاطر ان چیزوں کی ضرورت ہو لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس سے عوام کے کتنے پیداواری حقوق متاثر ہو رہے ہیں اور کیا آج کے زمانے میں کسی قانون کو اتنا آگے بڑھایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

یوں تو بہت ساری چیزیں اس قانون میں ہیں لیکن جہاں تک رعایا کا تعلق ہے جبکہ جہاں پر قبضہ ہوتا ہے ان پر یہ پابندی عائد کی جا رہی ہے کہ اگر بلا نمبر اندازی جہاں تراشہ جائے تو مستاجر سے نہیں بلکہ پٹہ دار سے رقم وصول کی جائے گی۔ میں نہیں سمجھتا کہ مستاجر کو کیوں ذمہ دار نہیں بنایا جا رہا ہے جبکہ اس کے اور گورنمنٹ کے درمیان میں معاہدہ ہوتا ہے۔ اگر خلاف ورزی ہو تو دوسرے شخص کو جس سے کوئی معاہدہ نہیں ہے اس کو مجرم کیوں بنایا جا رہا ہے۔ اگر درخت بلا نمبر اندازی تراشے جاتے ہیں تو انہیں روکا جائے۔ اگر ایسے اختیارات دئے جاتے اور نگرانی کی جاتی تو اچھا ہوتا۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ مہینے کے آخر میں رقوبات وصول کی جاتی ہیں۔

آخری زمانہ میں سب مستاجر ایک دم جا کر رقم داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنے پاس معاملہ فوری چالو ہو جائے۔ چالان کے ذریعہ رقم داخل تو کر دی جاتی ہے۔ لیکن نمبر اندازی پر وقت نہیں ہوتا گورنمنٹ ہر حقہ کے لئے ایک یا دو نمبر انداز مقرر کرتی ہے۔ وہ بروقت نمبر اندازی نہیں کر سکتے۔ مستاجر چالان کے داخلہ سے معاملہ شروع کر دیتا ہے اگر پٹہ دار یا کشت کا بلا نمبر اندازی جہاں تراشے کے لئے جا رہے ہیں تو اس کو روکنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ لیکن اس ترمیم کے کسی داخلہ پر پٹہ دار کو دخل اندازی کے اختیارات نہیں ہیں۔ جیسا کہ

آپکا نظریہ ہے - جاہل ہوتے ہیں - بڑے لکھے نہیں ہوتے - آپ ان پر یہ ذمہ داری عائد کرتے ہیں کہ یہ دیکھیں کہ لائسنس اہل معاملہ نے حاصل کیا ہے یا نہیں - گورنمنٹ سے اسکو کتنا فائدہ ہوتا ہے یہ الگ سوال ہے لیکن اس پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد کی جا رہی ہے - بھر آپ یہ کہتے ہیں کہ اس کا حق مالکانہ خزانہ میں جمع کیا جاتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ وہ کونسا خزانہ ہے کہاں ہے ، وہ خزانہ میں کس طرح رکھیں گے - یہ رقم عموماً تحصیل میں ہوتی ہے - ایک روپیہ چودہ آنے کی رقم حاصل کرنے کے لئے اسکو ۳۰ - ۴۰ میل آنا جانا پڑتا ہے - اسکے بارے میں کتنے اخراجات ہونگے - مجھے اس بارے میں زیادہ عرض کرنا نہیں ہے - اس ترمیم میں صرف مستاجر اور سرکار کے حقوق کو ملحوظ رکھا جا رہا ہے - پٹہ دار اور رعایا کے حقوق ملحوظ نہیں رکھے گئے ہیں - مجھے یہ صاف صاف کہنا ہے کہ اگر کسی معمولی بندی میں ایک آدمی بیٹھ جائے اس شخص کے جب میں شراب کی ایک شیشی ہو تو آپ کا سب انسپکٹر اسکو گرفتار کر لیتا ہے اور اسکی بندی بیل ضبط کر لیتا ہے - اب یہ چارے بندی ران کو یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس واقعہ سے لاعلم تھا کہ اسکی بندی میں بیٹھنے والے کے پاس ناجائز شراب تھی - بھر حال ڈپارٹمنٹ کو اسقدر وسیع اختیارات دئے جا رہے ہیں کہ آج کل رشوت ستانی زیادہ ہونے کا جو چرچا ہو رہا ہے اور جسکو روکنے کے لئے منسٹر صاحب خود کافی کوشش کرنا بیان کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان اختیارات سے وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہوسکیں گے بلکہ اس سے رشوت میں اور اضافہ ہوگا - میں کہوں گا کہ رعایا کے حقوق بھی ملحوظ رکھے جانے چاہئیں -

اس ترمیم کے ایک دفعہ میں یہ رکھا گیا ہے کہ اگر پٹہ دار جہاڑ ترشوانا نہ چاہے تو قبل از قبل کلکٹر کو اطلاع دے - ٹینسی ایکٹ کے تحت پٹہ دار کو اور کشتکار کو حقوق مالکانہ دئے گئے ہیں اگر پٹہ دار جہاڑ ترشوانا چاہے اور محفوظ کشتکار اگر اپنی زمین میں جہاڑ ترشوانا نہ چاہے تو اس وقت کیا عمل ہوگا ، اس ترمیم سے واضح نہیں ہے - میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ قانون اس وقت کسی کی تائید کرے گا -

منسٹر صاحب اپنے جواب میں ان باتوں کی وضاحت فرمائی تو مناسب ہے -

شری سری ہری (کنوٹ) - منسٹر اسپیکر سر - قانون آبکاری میں ترمیمات کے لئے جو مسودہ قانون ہاؤس کے سامنے پیش ہوا ہے اسکے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ سنہ ۱۹۱۶ء میں یہ قانون اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے بنا تھا اسکے بعد سنہ ۱۹۳۳ء ف ۱۳۴۳ء اور سنہ ۱۹۵۰ء میں اس میں ترمیمات عمل میں آئیں - لیکن وہ ترمیمات تشنی بخش اور مکمل نہ تھیں اسلئے اس پر کافی غور کرنا پڑا - چنانچہ غور کے بعد یہ ترمیمی قانون کا مسودہ پیش ہے - پہلے چیئر میں تعریفات میں درختان اور عہدہ داروں کے اختیارات میں اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی - اسی طرح

منشی اشیا - قبضہ - فروخت - وغیرہ کے بارے میں ترمیمات کی جا رہی ہیں - نیز عہدہ داران کے اختیارات و فرائض میں ترمیمات کی جا رہی ہیں جو ضروری سمجھی گئیں۔ منشی اشیا کے سلسلے میں جو جرائم آئے دن ہوا کرتے ہیں انکے انسداد کے لئے کافی چھان بین کرنی پڑی اور انکے متعلق ترمیم پیش ہوئی ہے - اس طریقہ سے پوری طرح چھان بین کے بعد اس قانون میں ۳۰ ترمیمات پیش کی گئی ہیں - منسٹر صاحب متعلقہ نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ وصولی رقومات کے سلسلے میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی تھیں انہیں دور کرنے کے لئے ترمیمات ضروری تھیں - خلاف ورزیوں کے انسداد کے لئے بعض قواعد کو سخت سے سخت بنانا تھا - خلاف ورزیوں کے سلسلے میں خرد ہمارے اسمبلی ہال میں کئی سوالات کئے گئے - سابق میں خلاف ورزیوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ انکے اعداد دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسٹیٹ کے کوئے کوئے میں خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں اور بڑھتی جا رہی ہیں - ہمارے ملک کا ذریعہ آمدنی اگر آپ بجٹ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آبکاری ہی ہے جو سب سے بڑا ذریعہ ہے - اسلئے اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے - ان ترمیمات کے ذریعہ پیدا ہونے والی دشواریوں کو دور کیا جا رہا ہے - اس میں ترمیم کے ذریعہ اب ایک دفعہ اسطرح لایا گیا ہے کہ کوئی شخص بلا اجازت کلکٹر کسی مستاجر کا حصہ دار یا شکمیدار نہیں ہو سکتا - پہلے یہ ہوتا تھا کہ غیر متعلقہ آدمی یعنی غیر اجازت یافتہ آدمی دوکان چلاتا رہتا تھا - جب سرکاری رقم کی وصولی کا وقت آتا تو اصل آدمی کا پتہ نہیں چلتا جس سے رقم کی وصولی میں دشواری ہوتی - اسلئے یہ شرط لگادی گئی ہے کہ کلکٹر کی اجازت کے بغیر کوئی شخص کسی مستاجر کا حصہ دار نہ بنے تاکہ اس طرح کلکٹر کے پاس اسکا ریکارڈ رہے اور وصولی رقم میں آسانی ہو -

ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ سنہ ۵۰ یا ۵۱ ع کی ترمیم کے لحاظ سے عوام کو پریشانی ہو رہی ہے - اس سے پہلے جب درختان آبکاری خواہ وہ کہیں بیٹی ہوں ملک سرکار تصویر کی جاتی تھیں تو عوام کو شکایت تھی - اب جب حق مالکانہ پٹہ دار کو دیا گیا تو کیا یہ عوام کی پریشانی کا باعث ہے یا سہولت اور مفاد کا باعث ہے - میں نہیں سمجھتا کہ عوام کو ایسے حقوق دئے جائیں تو یہ ان کے لئے پریشانی کا باعث ہوگا - اور اس سے وہ متاثر ہونگے -

ترمیمی دفعہ ۳۲ کے سلسلے میں کہا گیا کہ مستاجر پر توکم جرمانہ کیا جا رہا ہے لیکن دوسرے شخص پر زیادہ کیا جا رہا ہے - ہاں یہ ٹوئیک ہے - مستاجر وہ شخص ہے جسکو گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ملتی ہے - لیکن اگر کوئی دوسرا شخص خطا کرے تو وہ دو جرم کرتا ہے ایک تو یہ کہ وہ اجازت نہیں رکھتا اور دوسرے یہ کہ اس نے جرم کا بھی ارتکاب کیا - اسلئے ایسے شخص کو ظاہر ہے کہ ڈبل سزا ملتی ہی چاہیے - اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے میں سمجھنے سے قاصر ہوں -

దفعہ (۳۳) کے متعلق بڑے شد و مد کے ساتھ کہا گیا ہے کہ دفعہ ۳۳ کی ترمیم کی وجہ سے بعض غیر مستحق لوگوں کو ناجائز فائدہ ہوگا۔ حدار لوگوں کے حقوق مارے جائیں گے۔ میرے پاس اس کا تصور یہی نہیں ہرکتا بلکہ دفعہ ۳۳ ایک عام دفعہ ہے۔ واقعات کے لحاظ سے اس سے انصاف رسانی ہر کی ہے۔ مساوات اصل پر ہم کام کر سکتے ہیں۔ دفعہ ۳۳ کے ذریعہ ہم حقوق کا مناسب تصفیہ کر سکتے ہیں۔ اور دوری چیزیں کہی گئی ہیں جیسا کہ کلکٹر کو بہت سے اختیارات دئے گئے ہیں یہ عرض کرونگا کہ کلکٹر ضلع کا ایک ذمہ دار انسر ہوتا ہے۔ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ ایک تصفیہ ضلع میں ہونا ضروری ہوتا ہے تاویکہ ضلع کے ذمہ دار عہدہ دار کو ایسے اختیارات نہ دئے جائیں کارروائیں کا تصفیہ کرنا مشکل ہے۔ اگر ہیکو کارروائیں کا تصفیہ جلد کروانا ہے اور عوام کر کم سے کم الجھنوں میں ڈالنا ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ جتنے زیادہ اختیارات تحت کو دئے جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ اگر ہر چیز کا تصفیہ منسٹرس کرتے رہیں تو ہر کارروائی کو ضلع سے یہاں آ کر ٹریگا۔ نتیجہ یہ ہوگا ان کارروائیوں کا قلع قمع ہو جائیگا۔ بہز کیف جز ترمیم پیش کی گئی ہے اصل ہے اور جتنی اصل ہے اتنی ہی ضروری ہے۔ میرے پاس کارروائیاں آتی تھیں ان میں یہ دیکھنا تھا کہ بعض قانون میں خامی کی وجہ سے تصفیہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ترمیم لائی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انکی وجہ سے مشکلات دور ہوئیں گی اور یہ ترمیم واجبیہت پر مبنی ہیں۔

శ్రీ యం. బుచ్చయ్య — (సిక్ పూరు)

శ్రీ కర్ మహాశయ,

ఈ ఆక్టోబర్ కామాను నాకు నిజంగా మొత్తంమీద చూసినప్పుడు, గొల్లకు మంచి మేలు చేయడానికి ఎక్స్ ప్రా మిస్ చేస్తున్నారు కామాను తెస్తున్నారని ఆశపడ్డాను. ఎప్పుడైతే నేను దీనిని పూర్తిగా చదివినా ఆక్షేపం నాకు పూర్తిగా తెలిసిందనుటకు “ఇదేవరకు కామాన్ లోటి వీళ్ళు చెప్పినట్లు వివరం లేదు. కొత్త కామాను ఒకటి రెండేగాని వీళ్ళ రోగం కుదరదు” అని తనీ ఈ కామాన్ తెప్పించుకున్నాను కనుకనుకొంది. ఇక్కడ సంతోషించవలసిన సంగతినంటే ఈ హైదరాబాద్ ప్రభుత్వ మంత్రిలు అందరూ తియ్యటి మాటలు మాత్రం బాగా చెబుతారు. తీరా చూస్తే అమాటల్లో తీవ్రత ఉన్నా, ప్రాణాలు తీసిపెట్టే విషం బయలుదేరుతుంది. ఈ ఆక్టోబర్ మిస్టరు గారు ముఖ్యే రాక్షసుడు, మృత్యువు వార కూడ ఆక్టోబర్ కామాన్ కింద హైదరాబాద్ ప్రభుత్వానికి మూడు వేల వేల కొడు కొట్ల రూపాయలు ఆస్తుని పోలేవా వస్తోంది. వాళ్ళు చాలా కష్టపడి ప్రభుత్వపు మొత్తం రెవెన్యూ నూడవ వంతు సహాదించి పెడుతున్నారని వాళ్ళయొక్క కష్టాన్ని తెలుసుకున్నప్పుడు, వాళ్ళు మేలుపడాలన్నట్లుగా, “చున్నేవానికే ధామి” అని చెప్పింది. “గవర్నర్ చెల్ల” ఘోషించి, ఆ సేవ వాడం జాతీయత పోవాలనే దృక్పథంతో ఉన్నవాళ్ళు పోయి, ఈ హైదరాబాద్ ప్రభుత్వం కూడా మూడు వంతుగా మేలు పట్టాలి, వాళ్ళు ఘోషించింది “ఈ మిస్టరుగారు వచ్చారు ఈ ఆక్షేపం వచ్చింది” అన్న ఆశలు



పెట్టుకొని ఎదురుచూస్తూ కూర్చున్నారు. ౧౯౫౨ సంవత్సరములో ఎప్పుడైతే ప్రజాప్రభుత్వాన్ని పైదరరాజ్యాదులో స్థాపించారో, వారందరు నిజంగా ఉద్విత్సారారు. చివరకు గీచేవారికి చెట్టు అనే నినాదం కూడా లేవదీసి, ఇదీవరకు మాదిరిగా ఆబ్కారీ మామూలుండవని చెప్పే చిట్టచివరకు ఇప్పుడు తెచ్చిన కానూను ఎత్లా ఉన్నదంటే— పంచపాండవులు ఎంతవందని అడిగితే మంచపు కోళ్ళవలే ముగ్గురనుకొని, రెండని చెప్పబోయి, ఒకటి పేద్దామనుకొని సున్నాచుట్టి చట్టుగా, చేశారు. “గీచేవానికి చెట్టు” అనే స్క్రీమును, స్టేటులో మొట్టమొదటగా మూడు జిల్లాల్లో పెడతామన్నారు. ఆ మూడు జిల్లాలు పోయి—మూడు తాలూకాలు అయింది. చిట్ట చివరకు మూడు తాలూకాల మాటకూడా పోయి పైగా “మాకు ఎవరూ సహకారం ఇవ్వడంలేదు. మాలో ఎవరూ లోడ్చడంలేదు. కమ్యూనిస్టులు, సోషలిస్టులు దీనిని నాశనం చేయాలని చూస్తున్నారు. వీరంతా ప్రజాద్రోహులు”—అని ఒక బద్దాయిని అపోజిషన్ వాళ్ళమీద అంటు గట్టారు. వాస్తవాన్ని గుర్తించాలంటే ఈ చిక్కులు అపోజిషన్ వాళ్ళు, పోలీటికల్ పార్టీస్ తెచ్చిపెట్టినవి కావు. ఆబ్కారీశాఖ ఉద్యోగులే—క్రిందినుంచి పైవరకు కూడా, ఈ కొత్త సిస్టము అమలులోకి వస్తే వాళ్ళకు వచ్చేతాభాలు పూర్తిగా నాశనమైపోతాయని, ఈ మంత్రి వర్గానికి ఈ స్క్రీమును గురించి అపార్థముకలుగజేసి, ఇది సర్క్యేపుల్ గా వుండదని అత్యైజా ఇచ్చి విలుపు చేశారు. అది దాని రామాయణం. అయితే దానిని మొదటగా పర్మార్ తాలూకాలో ఈ సంవత్సరం అమలు పెడుతున్నారట. చూస్తే అదొక నింతగా వుంది. ఇదీవరకు చెట్టు ఒకటికి ౨౩ రూ.లు వుంటే ఇప్పుడు “గీచేవానికి చెట్టు” అనే స్క్రీము అమలుపరచవలసి వచ్చేటప్పటికి చెట్టు ౧. కి రూ. ౪౦లు అయినది. ముస్తాజర్లు మామూలు తీసుకొన్నప్పుడు ఆబ్కారీ పన్ను చెట్టుకు రూ. ౨౩లు వుండేది. ఈనాడు మధ్యనవున్న వారిని ఎలిమినేట్ చేస్తామని చెప్పి “ట్రీటుటాషన్” అనే స్క్రీము పెట్టేటప్పటికి ౨౩ రూ.లయిలనుంచి రూ. ౪౦ల వరకు పెరిగింది. అనగా ఇదీవరకుటికన్న ఇప్పుడు ఎక్కువగా రూ. ౧౭లు జాట్టుకోని తీసుకొంటున్నారన్నమాట. ఇంతకు ముందు ప్రతి సంవత్సరం సెంటరు అందాజాలేకుండా గీసే చెల్లి, సంఖ్య చెప్పలేరముకారు. ఇప్పుడు గవర్నమెంటువారు లెక్కలో వున్న చెట్లు జాబితా మొత్తముకెనియూ మాసి, దుకాణాలమీద వచ్చే డబ్బు, చెట్లమీద వచ్చే డబ్బు మూడు సంవత్సరముల యాబరేజ్ తీసుకొని చూసుకొనే పరికిత చెట్టుకు రూ. ౪౦లు వడింది. బితాసెంటరు అందాజాల ఎన్ని గీసేదీ ఆ చెట్లు తక్కుకూడా తీసుకొని, మొత్తం అన్ని చెట్లమీద వంచి వుండినట్లయితే చెట్టుకు రూ. ౧౫, ౨౦లు వడింది. ఆ విధంగా చేస్తే కఠోలికు కూడా తాళం ఉండేది.

ఈ కానూనులో ఇంకొక దుర్లభ విషయం లే, కంట్రాక్టర్లు మామూలు విషయంలో, ప్రభుత్వం వద్ద సదాలోనామా తీసుకొని ఆ కంట్రాక్టర్లు ఈ కఠోలికు మామూలు పొందుపాటు చేస్తారు. కంట్రాక్టరు కఠోలి వద్ద ప్రతినెల రకం వసూలు చేసుకుంటూ పోతారు. కాని కంట్రాక్టర్లు తప్పవలసిన డబ్బును బకాయి పెడుతూ, వసూలు చేసిన డబ్బును, తమ స్వంత లోహాలకు ఉపయోగించుకొంటారు. ఈ బకాయాలు వసూలు చేయడానికి ఇప్పుడున్న కానూన్ సరిపోదా? ఇప్పుడు తెచ్చిన కానూన్ గరిబ్ కఠోలికు మాత్రం ఏమీ సహాయకారిగా లేదు. జలనంతుల్లే స కంట్రాక్టర్ల చేతులు మీరింత మజబూత్ చేయడానికి ఇంకా వాళ్ళకే లోడ్చడానికి ఈ కానూన్

ఉపయోగపడుతుంది. కాని ఎంతా తగ్గితే సంవత్సరానికి ౧౦ కోట్ల రూపాయలు ప్రభుత్వానికి ఆదాయం సంపాదించి పెడుతున్నారో వారికి మాత్రం దీనినుంచి కించిత్తైనా తాళం కలగదు. వారి దురుదృష్టం ఏమిటి? వారు ఏమి పాపం చేసినారు? వాళ్ళు స్థితి మహా అధ్వాన్నంగా వుందని ప్రభుత్వం వారికి కూడా తెలుసు. అందుకనే వాళ్ళను బ్యాంక్ వర్కు క్లాస్స్ క్రింద చేర్చు కొన్నారు. అలాగే పెనకబడ్డ వాళ్ళని కాగితాలమీద మాత్రమే వ్రాస్తారు. కాని వారు కష్టపడి Actual గా చేసుకొనే పేషానుంచి దప్పిడే సంపాదించుకొనే అవకాశం కలగనివ్వరు. దీనినే ఇంగ్లీషులో Lip Service అంటారు. అంటే పెదవులలో మాటలు చెప్పడమన్నమాట. ఈ ప్రభుత్వం కఠోరితర తాళంచేసే కామానుమాత్రం ఏదీ చేయరు. ముఖ్యంగా నేను ఆనరబుల్ మెంబర్స్ కు చెప్పేదేమంటే ఆనలు గొళ్ళ వాళ్ళంటేనే చాలా హీనంగా చూస్తారు. వాళ్ళు చేసిన పాపమేమిటి? కల్లత్రాగి తండవారాడేవారికంటే కూడా వారిని అధ్వాన్నంగా చూస్తారు. ఏం? వారిదే పాకి వాళ్ళ పనికింటే నీడమైనదా? నిజానికి స్టేటు రెవిన్యూలో మూడవ వంతు సంపాదించి పెడుతుంటే వాళ్ళను తలమీద పెట్టుకు తిరగాలి. మొత్తం హైదరాబాదు స్టేటులో పది లక్షల మంది గొళ్ళవాళ్ళున్నారు. వారంతా రాత్రునక, పగలనక, కపి చని పనిచేస్తారు. వాళ్ళ మంచికొరకు ఈ ప్రభుత్వం వారు ఏమి చేస్తున్నారని అడుగుతున్నాను. ౧౫ మంది డెస్కు కార్మి నాలోనే అక్కడ పనిచేసే కార్మికులకు ఎన్నో ఎమినిటీస్ ఉంటాయి. వారికి లోబర్ లెజిస్లేషన్స్ పెడతారు. దవాఖానాలు పెడతారు. కాని సాలీనా ౧౦ కోట్ల రూపాయలు తొచ్చి బొక్కనం సింపుతున్న కఠోరితర మాత్రం ఏవిధమైన ఎమినిటీస్ (Amenities) కలుగజేయడానికి ప్రభుత్వం వారు ప్రయత్నించడం లేదు. కఠోరితర, వాళ్ళ స్వతాథాస్సైనా మనసులో పెట్టుకోకుండా, రాత్రీంబవళ్ళు కష్టించి పనిచేసి మన అందరికొరకు, Nation Building కొరకు పనిచేసి బొక్కనం సింపు తున్నారు. ఆ విధంగా వాళ్ళు పనిచేస్తుంటే, వాళ్ళకు మన కర్తవ్యం ఏమిటి? సాలీనా ౧౦ కోట్ల రూపాయలు సంపాదించిపెట్టే సాధనాలకు మనం ఏమి చేస్తున్నాము? వాళ్ళ విషయం ఆలోచించరు. వాళ్ళను బాగుచేసేపని ఏదైనా ఉన్నదేమో చూద్దామంటే మచ్చునకైనా కనబడదు. ఇవ్వడు తెచ్చిన కానూన్ ఎవరి తాళం కొరకు తొచ్చారు? ఇంతకుముందు కానూనులో ఏముంది? ఇవ్వడు తెచ్చిన ౪౩ నెక్షన్ లో ముస్తాజర్లుగాని, పిక్కి ముస్తాజర్లుగాని, మామూలేనేవారు, వాళ్ళవద్దనుంచి బకాయిలు మార్ గుజారీ ఏ విధంగా వసూలు చేస్తారో ఆవిధంగా వసూలు చేయవచ్చని ఉంది. దీనికి పోయిన సెక్షన్ లో సేనాక తర్హించేస్తాను. ముస్తాజర్లు మాత్రం డబ్బు వసూలుచేసుక తింటున్నారని వాళ్ళనుంచి ఖచ్చితంగా వసూలు చేయాలని నేను తర్హించేస్తే, అబ్కార్ మినిస్టరుగారు దానిని లిగ్జుక్ చేయడానికి ఈ ఫోర్మాట్ తొచ్చారు. వాళ్ళనుంచి ఎట్లాగైనా గవర్నమెంటు బకాయిలు వసూలు చేయాలి. దీనికి నేను వ్యతిరేకిస్తున్నాను కాను. ఈ విషయం అబ్కార్ మంత్రిగారికి కూడా చెప్పాము. ఆనలు ఇచ్చికోట్ల బకాయి ఎందుకు వుంచారు? నిజంగా ఇది కఠోరితర పెట్టిన బకాయా? కాదు. నేను ఒక చిన్న ఉదాహరణము చెప్పదను. ఈ సంవత్సరం హైదరాబాదు, సికింద్రాబాదు నగరాల్లో మామూలేనే బండ్ లోల్ బ్రద్రాకి నుంచి రూ. ౧౦ లక్షలకు పైకి, ౧౫ లక్షలకు లోపు బకాయి రావలసియున్నది. ఇతనివద్ద మామూలేనుకొని పనిచేసే వాడు పెట్టిన బకాయా రెండులక్షలుంది. నేను చాలేం చేసే చెయ్యాను. రషీదులు తెప్పించి తెస్తా. అంతా తగ్గితే మంచి ౩ లక్షల వసూలు చేయాలంటే గవర్నమెంటు వసూలు చేయలేదా? కాబట్టి

లేదా? ఇతను బికారియా? డబ్బులేదా? కానూన్ లేదా? అని అడుగుతున్నాను. సమాఖ్యే రాకూ ఉంది. అతని ఇల్లు పేలం పేయవచ్చును. జాయిదాద్ డిక్రీ చేయవచ్చును. అతని చేసిన ఏదైనా పాప కారకు ఈ కానూను పెట్టారా? వాళ్ళు ఇళ్ళు జప్తు చేయడానికి ఈ కానూన్ తెచ్చారా? లేదు. ఆ పైపు నుండి ఒక ఆనరబుల్ మెంబరు మాట్లాడుతూ, దీనిని ప్రజల మేలుకొరకే తెచ్చారన్నారు. కాని దీన్ని చూస్తే ఒక్కరిని రక్షించడానికి ౧౦ లక్షల నుండి గొంతులు కోయడానికి యీ కానూను తెచ్చినట్లుంది.

రెండవది ఏమంటే మద్రాసు సిస్టము గురించి. ఈ మద్రాసు సిస్టములో నేను అర్థము చేసుకొన్నంతవరకు ఏమున్నదంటే ఇక్కడ ఒక దుకాణము ఒక ముస్తాజరుకు ఇస్తే, ఆ ప్రక్కనున్న దుకాణము అదే ముస్తాజరుకివ్వ కూడదని వుంది. ఇక్కడ ఏ పూరివాళ్ళు ఆ పూర్వాల్ని మామూలు చేసుకుంటారు. హైదరాబాదులో ఈ మామూలు ధనవంతుల చేతుల్లోనే వుంది. అంత డబ్బు పెట్టి మామూలు చేసుకొనేందుకు గరిబు కఠాలిలవద్ద డబ్బుండదు. అందుచే హైదరాబాదులో ఒక్కడే ఖరీదు చేస్తాడు. ౭ లక్షల రూపాయల దుకాణం ౫౦ లక్షలకు పాటబాడే గొళ్ళ వాళ్ళు ఎంతమంది వున్నారు? ఒక్కరూ లేరు. ౫౦ లక్షలు పాడే ముస్తాజరు ఒక్కడే ఒకట్లాల్. కాని తమాషాకు మాత్రం హుర్రాజు పెడతారు. నారాయణగూడా డిపాటు అందరూ రావాలని హుర్రాజుకు పిలుస్తారు. వారు అందరూ నామ్ కే వాస్తే పాట పాడుతారు. ౭ లక్షలు సవాలు చేసి ఎవరు తీసుకోగలరు? బంకట్లాల్ ఎదురుగా పాటకు రారు. ౫౦ లక్షలు పాట అంటారు. అడ్డికి పావుశేరు అడుగుతారు. పచాన్ పీసడ్డికి కమీ దరఖాస్తు. నీళ్ళు హుర్రాజు, నీతాం చేస్తుంటారు. సీదా సీదా బోలీ దేదో. అని బోలీ ఇస్తారు. అక్కడ వాళ్ళకు తెలుసు. అంత అంగడిని మాకు ఇవ్వరు—అని చివరకు బంకట్లాల్ కు మునాఫా ఇచ్చి తీసుకోవాలి. క్యూపిటలిస్టు ఏదోవిధంగా మామూలు తీసుకొంటాడు. ఇంకా గ్రూప్ వారి తరీకా వుంది. గీచేవానికి చెట్టు అని పెట్టండి. ఏవూరివారిది ఆవూరివారికిస్తే భయం ఏమిటి? గొళ్ళవాళ్ళు తప్ప ఎవరూ కల్లు గీయరుకదా? ఆ గొళ్ళ వాళ్ళకే మామూలు ఇస్తే ఏమి భయం. కాని ఆ విధంగా చేయరు. ఆ పూరి వలేలో, పట్నారో పెట్టుబడి పెట్టిన వారికి మామూలు ఇస్తారు. అప్పుడు నాలుగైదు వూళ్ళు గ్రూప్ చేస్తారు. అంత మామూలు ఒక్కడు చేసుకోలేడు. మామూలు తీసుకొన్న తరువాత ౫౦౦ రూపాయలు మునాఫా తీసుకొని పొందుపాటు చేస్తాడు. హుర్రాజులోకూడా వాళ్ళకు లేకుండా చేయడం, పైసలు వసూలు చేయుటకూడా, ఎవరైతే మామూలు చేస్తారో వాళ్ళు జవాబ్దారీ. కంట్రాక్టరు ఏమి చేస్తున్నాడు? తిన్న ఆస్తుం, కడుపులో నీళ్ళు కదలకుండా కూర్చుంటాడు. అతని బకాయాకి అతని జాయిదాద్ ఎందుకు జప్తు చేయరు? ఆ క్యూపిటలిస్టు నుంచి బకాయా వసూలుచేయడానికి ఈ కానూన్ తెస్తున్నారా? ఇప్పుడున్న కానూన్ సరిపోదా? స్టేటు మొత్తంమీద అయిదారుకోట్ల బకాయా వుంటుంది. జిల్లాలవారీగా ముస్తాజర్ల బకాయా స్టేటుమెంటు టేబుల్ మీద పెడితే తెలుస్తుంది. గరిబు కఠాలిలనుంచి బకాయా ఒక చిల్లి గవ్వకూడ లేదు. ఈ సెల కట్టాల్సిన పన్ను వచ్చేసెల కట్టుక పోతే మామూలు హుర్రాజు చేసి జాయిదాదు ఇల్లు, గొడ్డు జప్తు చేస్తారు. కాని బంకట్లాల్ వంటి పెద్ద ముస్తాజర్లు లక్షలకంటే బకాయా వుంటే ఏమీ చేయరు. ఈ నాడు నేను ఛాలెంజి చేసి చెబుతాను. డి.డి. ఇటాలియా నుంచి ఎంతో బకాయా ఉంది. ఆయన జాయిదాదు ఎందుకు జప్తు చేయరు? గొళ్ళ వాళ్ళనుంచి

ఒకటి రెండు నెలలు అంశ్యమైతే జాయిదాద్ జప్తు చేస్తారు. ఈ కానూను తెచ్చి పెద్ద పెద్ద ముస్తాజర్ల బకాయాలు గాక, చిన్నవారి జాయిదాద్ జప్తు చేస్తారు. ఆ తరుపు మహానీయుడు ఈ కానూను ప్రజల మేలుకొరకే తెస్తున్నారంటున్నాడు. ఏ ప్రజల మేలుకొరకు ఈ కానూను వస్తుంది? మీరు ప్రజల మేలు అంటే గొట్టవాళ్ళమేలుకు ఏమిచేస్తున్నారో ఆలోచించండి. ఇక్కడ ఏమీ మీరు మాట్లాడక పోయినా ఇళ్ళకు వెళ్ళిన తరువాత ప్రశాంతంగా ఆలోచించండి. వాళ్ళుగిరి మాలవాళ్ళకంటే అధ్వాన్నంగా వుందే. వాళ్ళ మేలుకొరకు ఏమి చేస్తున్నారూ వాళ్ళమాత్రం ఓటర్లు కారా? మీ ఓటర్లలో బంకట్తాలు, డి. డి. ఇబాలియా, రాజేశ్వర్ రెడ్డి, ఈ కుట్రాప్టర్లే వున్నారా?

ఇంకొక విషయం నేను చూస్తున్నాను. నిజానికి అదృష్టమంటే చేసేతవారిదే. వాళ్ళే నిజంగా అదృష్టవంతులని చెప్పాలి. వాళ్ళనుంచి గవర్నమెంటుకు చిల్లి గవ్వకూడా రాదు వాళ్ళంటే నాకు విరోధము లేదు. వాళ్ళకు నదీలక్షలు ఖర్చు పెట్టారు. సంతోషమే. వారు డిజర్వ అవుతారు. కాని నేను చేప్పేది ఏమిటంటే సంవత్సరానికి ౧౦ కోట్లు సంపాదించి పెట్టే వారికి ఏమీ చేయడంలేదని. ఇంకొకవిధంగా లక్షలకు లక్షలు ఖర్చు చేస్తుంటారు. కాని వాళ్ళ సంగతి కనుక్కోసేవారు లేరు. చేసేతవారి సంఖ్యకూడా చాలా తక్కువ. నాలుగైదు లక్షల మంది వున్నారు. కాని ఈ సంఘంలో పది లక్షలమంది ఉన్నారు. వీరుకోరేది మధ్యనున్నవాళ్ళకు తాబాలు పోనీయకుండా చూడమంటున్నారు. చేసేతవారడిగినట్లు ఏరికీకూడా డబ్బు ఇవ్వ మంటున్నారా? అప్పులు ఇవ్వమంటున్నారా? ఎమినీటీస్ అడిగారా? అన్నంకొరకై ఎవరైతే రాత్రింబవళ్ళు వప్పపడుతూ, రాడిచేట్లు, చాతచేట్లు ఎక్కి వప్పపడుతున్న వాళ్ళకు, దాని ఫలితాన్ని అండతోడు మంటున్నారు. మీరు ఈ విషయం సంపూర్ణ వృద్ధయంతో విచారించడానికి రయారుగా లేరు.

చిన్న చిన్న పాక్టరీలకు తోబరు కెజిస్ట్రేషన్ వున్నాదీ. కార్మికుల కొరకు ఎన్నో ఎమినీటీస్ వున్నాయి. అదేవిధంగా ఇదికూడా ఒక ఇండస్ట్రీగా ఎందుకు చూడరు? కల్లు త్రాగే వారే పెద్దమనుష్యులు, దేవతలన్నా, గీచేవానిదేనా పాపము. వీరు కోరేది పనిచేసే వాళ్ళకు తాబాలు గ్యూరుంటి తయారంటున్నారు. మధ్యపాన నీషేధం వచ్చిందంటే వాళ్ళకు బ్రతుకు తెరువుకూడా కల్గిపోలి. ఈ కల్లు మామూలు బండు చేసినవ్వడు ఏరిచే ఇతర విధాల ఎన్నో పనులు చేయించ వచ్చును. కాటేజీ ఇండస్ట్రీస్ స్థాపించి, ఈత, తాటి ఆకులతో చాపలు అల్లించవచ్చును. రకరకాల ముస్తావులు రయారు చేయించవచ్చును. మొన్న నానోనగరు కాంగ్రెసు ముహాయత్ చూపాము. పాంగుడో, పెన్సిలిక్, చక్కెర, శాక్రీక్ ఇవన్నీ రయారు చేయించే అవకాశం వున్నాయి. ఈ మాదిరికి ప్రభుత్వంవారు ఏమీ చేయటలేదు. మద్రాసులో, మధ్య ప్రదేశ్ లో మద్యపాన నీషేధం పెట్టిన తరువాత, ప్రభుత్వానికి ఎంతో తోటలు ఏర్పడ్డాయి. అక్కడ అనుచితమైన అంధ్రరాష్ట్రములో కూడా అయిదుకోట్లు డిఫిసిట్టి రావచ్చునని దానికొరకు మద్యపాన నీషేధం తొలగించేసి, అక్కరి స్కీము అమలుపెట్టి విషయం కూడా అక్కర్లే వున్నాడు.

ఇక్కడ నీషేధం వచ్చినప్పుడమంగి చెయ్యవచ్చును. ఇప్పుడున్న వీరుదగ్గ గ మువ్వకు నీషేధం పెట్టిన తరువాత వాళ్ళకు కూడా తీసుకువెళ్ళి ఆ మువ్వకు కలిపేద్దామనింటే, ఈ లోగానే

ప్రభుత్వం సరియైన శ్రద్ధ తీసుకొని వాళ్ళ జీవనాధారంకొరకై ఈ ఆబ్కారీ ముమ్మాసు పేరే నిధంగా ఉపయోగించడానికి ప్రయత్నించవలెనని కోరుతున్నాను.

ఇప్పుడు తెచ్చిన ఈ కానూన్ లో రకం నెక్స్టు పూర్తిగా రద్దు చేయాలి. తేజా పేరే రద్దును తేజాని వస్తుంది. అదే మినిస్టరుగారే చేస్తే సరిపోతుంది. ఒకాయాలు వసూలు చేయడానికి అవకాశమున్నప్పుడు ఇదే అనవసరం గనుక దీనిని తీసివేస్తే బాగుంటుందని మనవిచేస్తూ ఇంటిలో నిరమిస్తున్నాను.

شری عبدالرحمن - مسٹر اسپیکر سر - ہمارے معزز منسٹر نے اپنی تمہیدی تقریر میں اس ترمیم کے تعلق سے بہت ہی معصومانہ انداز میں فرمایا کہ اول تعقدار کے بجائے کلکٹر اور آصفیہ کے بجائے ہند اس قسم کی معمولی ترسیات ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ دفعات ۷ اور ۳۳ میں ترمیم کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی خاصی بات نہیں کی۔ میں نے بہت ہی غور سے ان ترمیمات اور اس قانون کو دیکھا جو کئی سال پہلے سنہ ۱۳۱۶ ف میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس سے زیادہ ناقص اور رجعت پسند موجودہ قانون سے بدتر کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ یہ ترمیم دراصل حکومت نے سرمایہ داروں اور بڑے مستاجروں کی ایجنسی کا فرض ادا کرنے کے لئے لائی ہے۔ انکے حقوق کے تحفظ کرنے کا حق ادا کیا جا رہا ہے۔ یہ کوشش کی گئی ہے کہ بڑے سرمایہ دار مستاجروں کو جہاں تک ممکن ہو سکے بچایا جائے اور دراصل جو پیشہ کرتے ہیں ان چھوٹے مستاجریں۔ جہاڑ چڑھنے والے اور تراشنے والوں کو پہنچایا جائے۔ اس سارے قانون کا لب لباب اور دفعہ ۷ اور دفعہ ۳۳ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے حکومت کی اس نیت اور ذہنیت کا پتہ چلتا ہے جو وہ سرمایہ داروں کو بچانے کے لئے وکالت کر رہی ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ ہمارے ملک کی آمدنی کا سب سے بڑا سررشتہ ہے۔ اس سررشتہ سے حکومت کو جتنی آمدنی ہوتی ہے اتنی آمدنی شائد کسی دوسرے سررشتہ سے ہوتی ہو۔ لیکن اس سررشتہ سے جس سے حکومت کو اپنے جمانہ مالیہ کی ایک تہائی آمدنی ہوتی ہے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ قانون رجعت پسندانہ اور خود غرضانہ ہے، سنہ ۱۳۱۶ ف کے یہ قانون، مدراس سسٹم کے ہما پر جو احکام شرائط خاص و عام کے نام سے نافذ کئے گئے ہیں انکو دیکھا جائے تو کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ہٹلر کے بھی ایسے احکام ہو سکتے ہیں۔ جو بات ان شرائط خاص و عام میں ہے۔

حکومت اور مستاجر کے درمیانی تجارتی تعلقات ہوتے ہیں۔ وہ گنتہ پر معاملہ لیتا ہے اور پیسہ ادا کرتا ہے۔ اسلئے گنتہ داروں کے لئے بھی کچھ فہ کچھ سہولتیں ہونی چاہئیں۔ انکی مشکلات کا خیال بھی رکھا جانا چاہئے۔ لیکن یہاں تو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پیسہ کیسے وصول کیا جائے اور حکومت کا خزانہ کیسے بھرے۔ چنانچہ شرائط خاص و عام کے ذریعہ بھی کیا گیا تھا۔ یہ شرائط صرف خون چوسنے کے لئے ہی بنائے گئے تھے۔ انکے تعلق سے میرے دوست نے ابھی ابھی تلگو میں واقعات کا اظہار کیا ہے۔ میرے اہل سے لفظ لفظ حقیقی ہیں۔

شری دھرمابھکشم (سرپایٹھ - عام) - قانون آبکاری پر بحث ہو رہی ہے لیکن متعلقہ منسٹر صاحب ہاؤز میں نہیں ہیں -

شری کے - وینکٹ رام راؤ - کوئی منسٹر نہیں ہے - سب منسٹرس غائب ہیں - اس خصوص میں ایک رولنگ دیجانی چاہئے کہ کابینہ کی جانب سے کم سے کم ایک منسٹر کو ہاؤز میں موجود رہنا چاہئے - اس قسم کے کئی رولنگس پارلیمنٹ اور مدراس اسمبلی میں دی گئی ہیں - جب ہاؤز میں ڈسکشن کیا جاتا ہے تو اسکا مقصد منسٹرس کا دھیان اس طرف مبذول کرانا ہوتا ہے - وہ ہاؤز میں نہ رہیں تو یہ کوئی ذمہ دارانہ کام نہیں کر سکتے -

منسٹر ڈپٹی اسپیکر - وہ اپنے فریضہ کو جانتے ہیں -

شری عبدالرحمن - اس تجارتی سررشتہ کے سلسلہ میں جیسا کہ میں کہہ رہا تھا انکے حقوق - انکی مشکلات - انکی دقتوں - انکی شکایات اور سررشتہ کی دھاندلیوں سے متعلق کوئی جامع قانون لایا جاتا کیونکہ ان خرابیوں کی وجہ سے یہ اندیشہ ہے کہ ہمارا مالیہ بڑی حد تک متاثر ہوگا - اسلئے کہ اس سررشتہ میں من مانی باتیں بھی ہوتی ہیں اور اس سررشتہ کے حکام اتنی من مانی اور بے اصولی کرتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ہمیں اس قدر بڑی آمدنی سے ہاتھ دھونا پڑیگا - لیکن اس بل میں اس جانب کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے - بلکہ توجہ کی گئی ہے اور ذمہ داری عائد کی گئی ہے تو ان پر جو فی الواقعی پیشہ کرتے ہیں جن کا حکومت کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہوتا - یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ حکومت ان پر ذمہ داری عائد کرنا چاہتی ہے جو اس سے کوئی معاملہ نہیں کرتے - یہ قانونی اصول ہے کہ جب تک کسی ڈگری کا کوئی فریق نہ ہو تو اس ڈگری کی تعمیل اس پر نہیں کرائی جاسکتی - یہاں اس اصول کو نظر انداز کیا گیا ہے - بڑے مستاجرین جو بیوک موٹر میں بیٹھ کر عہدہ داروں کے گھر پر پھرتے ہیں ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی اور اگر ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو ان چھوٹے لوگوں پر جو دراصل پیشہ انجام دیتے ہیں - اگر اس قانون کو پاس کر دیں تو ہم ان لوگوں کو جو پیشہ کرتے ہیں صورت دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے - اسلئے میں معزز منسٹر صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ نہ صرف موجودہ قانون کو رد کیا جائے بلکہ ایسا جامع قانون لایا جائے جس سے انکے سررشتہ کا تحفظ بھی ہو پیشہ انجام دینے والوں کے حقوق بھی محفوظ رہیں اور جو درمیانی اشخاص ہیں ان پر بھی کوئی سختی نہ ہو -

اس چودہ کروڑ والے سررشتہ میں کسی قسم کا کوئی اصول نہیں ہے - یہاں عزتوں مننے کا کوئی طریقہ رکھا گیا ہے نہ مقننات مننے کا کوئی ضابطہ یہاں - تک کہ وہاں معائنہ مثل بھی نہیں کیا جاسکتا اور نقل بھی نہیں ملتی - ایک مقدمہ میری خود ریکل

تینا - نقل لینے کے لئے درخواست دی تھی جس پر ناظم صاحب نے تجویز بھی کردی کہ نقل حسب ضابطہ دی جائے۔ لیکن مددگار صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ضابطہ کے لحاظ سے نہ معائنہ مثل ہوسکتا ہے اور نہ ہی نقل دیجاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے ناظم صاحب کو بھی انتظامی طور پر توجہ دلائی اور کہا کہ اسکی جانچ کی جائے کہ اس قسم کی عدول حکمی کیوں ہو رہی ہے۔ اگر ایک مرتبہ منسٹر صاحب وہاں جائیں اور اس کمپنڈ میں آنے والے اشخاص سے ملکر پوچھیں تو پتہ چلے گا کہ کس قسم کا ضابطہ انکے پاس ہے۔ اونکے کیا اصول ہیں۔ اس محکمہ سے ہزارہا روپیہ تو وصول کیا جاتا ہے لیکن وہاں مشکلات حل کرنے کا کوئی انتظام نہیں۔ انکے پاس ایسی چیزوں کا کوئی حل نہیں ہے۔ میرا یہی کہنا ہے کہ ایسی چیزوں کی اصلاح کی جانے کے لئے کوئی واضح پروسیجر لایا جاتا اور ایک جامع قانون ایوان کے سامنے پیش ہوتا۔

مستاجرین کے تعلق سے جیسا کہ میرے دوست نے کہا ان ہی لوگوں کو معافیات دیجاتی ہیں جنکے متعلق عہدہ دار سفارش کرتا ہے۔ قانون میں تو کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے کہ کبھی انکے نقصان کی تلافی کی جاسکے لیکن حکومت نے یہ محسوس کیا کہ پولیس ایکشن سے پہلے اور پولیس ایکشن کے بعد کے حالات کی وجہ سے مستاجرین کو کافی نقصان ہوا ہے اسلئے انہیں معافیات دینے کا تصفیہ کرنا پڑا۔ میں نے گزشتہ بھی کہا ہے اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ ۹۹ لاکھ کی جو معافیات دی گئی ہیں وہ غیر صحیح طور پر تھے۔ وہ بلا اصول کے دی گئی ہیں۔ یہ معافیات مہتمم کی من مانی رپورٹ پر دی گئی ہیں۔ یہ رعایت ان ہی لوگوں کے ساتھ کی گئی ہے جو مہتمم یا متعلقہ عہدہ داروں کو خوش کئے ہیں۔ ایسے اشخاص جنہوں نے معافی دینے کی تحریک کی۔ ہوسکتا ہے اس میں کچھ لوگ حقیقت میں نقصان اٹھائے ہوئے بھی شامل ہوں لیکن میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں اور یہ چیلنج کر سکتا ہوں کہ ایسے اکثر لوگوں کو معافی ملی ہے جو قطعاً اسکے مستحق نہ تھے۔ آج بھی وہی صورت ہے۔ گزشتہ سال اور اس سال کساد بازاری اور معاشی پستی کی وجہ سے بعض مستاجر متاثر ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ حکومت کو پھر اس ضمن میں غور کرنا پڑے۔ لیکن معافی کیسے لوگوں کو دیجاتی ہے۔ میں شہر سے ہی اسکی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ بنگٹ راجہ صاحب پر حکومت کے ۱۷-۱۸ لاکھ روپیہ نکلتے ہیں اور خود انکے شکمی دار انہیں شائد ایک لاکھ چہتر ہزار سے زیادہ دینا نہیں ہے۔ اب یہ اصل مستاجر یہ کہتا ہے کہ معاملات متاثر ہوئے ہیں اور مال کی کھپت نہیں ہوئی، معافی دیجائے حکومت اسکو مان لیتی ہے۔ شکمی دار تو اپنی جائیداد کو پیچکر روپیہ اصل مستاجر کو ادا کر دیتا ہے لیکن بنگٹ لعل سے حکومت کوئی رقم وصول نہیں کرتی کیونکہ وہ عزیز ہے۔ وہ پیارا ہے۔ چھوٹے چھوٹے معاملہ داروں کا تو حکومت خون چوستی ہے۔ غریب لوگوں کے بتایا کی صورت میں تو فوراً نیلام کا اعلان نکلتا ہے۔ انکی ہزار دو ہزار کی جائداد سووں میں ہراج کر دیجاتی ہے لیکن جہاں ۱۶-۱۷ لاکھ روپیہ بتایا ہے تو وہاں کوئی اعلان نیلام کا

نہیں نکلتا۔ میں بتا سکتا ہوں کہ ایک مستاجر کی ادائی میں صرف ایک دن کی تاخیر کی وجہ سے ہزارہا روپیہ کی جائیداد کو تباہ کر دیا گیا۔ چند سو روپیہ میں جائیداد ختم کر دی گئی اور اگر مہتمم چاہے تو چھوٹے مستاجر کے دو ہزار کے معاملہ کو چار ہانچ سو میں چھوڑ دے سکتا ہے۔ لیکن جہاں اتنی بڑی رقم بقایا ہے وہاں ایسا نہیں کیا جاتا۔ اور آج بھی اسی شخص کو شراب کا معاملہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میرے دوست نے تفصیل سے بتلایا۔ ہر سال نیلام کے رسومات بھی ادا ہوتے ہیں۔ آواز بھی لگتی جاتی ہے۔ بولی بھی بولی جاتی ہے۔ لیکن دراصل یہ سب چیزیں نمائشی ہوتی ہے اور نمائش کے طور پر ہی ہراج کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ کچھ نہیں۔

جب آپ اس سلسلے میں تفصیلات معلوم کر لیں تو معلوم ہوگا کہ بالخصوص سنہ ۶۱ اور ۶۲ء میں مستاجروں کے ذمہ کثیر بقایا عائد ہوا ہے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو اب تک کروڑہا روپیہ گورنمنٹ کو ادا کر چکے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ باوجود اسکے اس پر غور نہیں کرتی اور اب بھی ان غریبوں سے حاصل کرنا چاہتی ہے جو تباہ ہو گئے ہیں میں کہہ سکتا ہوں کہ مستاجروں کا حکومت کا منظوریہ شراب کا راشن خرچ نہیں ہو سکا ہے ان کے ساتھ رعایت کی جانی ضروری ہے۔ اور پھر غنڈہ گردی جہاں کہیں بھی ہوئی۔ ترواش رکوائی گئی۔ گورنمنٹ نے اس وقت تو کوئی اتسداد و انتظام نہیں کیا ہو جسکی وجہ سے مستاجرین متاثر ہوئے ہوں اور انہیں نقصان پہنچا ہو۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے ایسے نقصان کی تلافی کی گنجائش قانون میں رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ آپ کو ان سے ہمیشہ معاملہ کرنا ہے۔ جب تک نشہ جاری رہنے کا قانون رہیگا آپ ان سے تعلق رکھیں گے۔ ایسی گنجائش رکھنی چاہئے کہ اگر فی الواقعہ کبھی کسی مستاجر کو نقصان ہو رہا ہو تو اسکی تلافی کی جا سکے۔ میں نے یہ دیکھا کہ اب تک مخصوص حضرات کو معافیاں ملی ہیں۔ انہیں ہی سہولتیں دی گئی ہیں۔ آئندہ ایسی خصوصیات نہیں برقی جانی چاہئے۔ ان خامیوں کو دو کرنے کے لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بل ساکٹ کمیٹی کے حوالہ کیا جانا چاہئے۔ تاکہ تاجر ہمیشہ طبقہ کے حقوق کی بھی حفاظت ہو سکے اور قانون میں ایسی گنجائش دے۔

مجھے اس قانون کے سلسلے میں انتظامی امور کے بارے میں بھی عرض کرنا ہے۔ آبکاری کا اصلی کام جو ملازمین انجام دیتے ہیں انہیں سرشتہ آبکاری کی زبان میں نمبر آئندہ کہا جاتا ہے۔ وہ جھاڑ جھاڑ بھر کر نمبر اندازی کرتے ہیں اگر کوئی جھاڑ چھٹ جائے تو اسکا پتہ چلانا انکے ذمہ ہوتا ہے۔ سب انسپکٹر تو سیکرٹری ہوتے ہیں۔ سوتیں بھی انکے پاس ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی جائیداد انکے پاس ہوتی ہے۔ لیکن سرشتہ کی جان دراصل نمبر انداز ہوتے ہیں۔ جو وہ سب انسپکٹر کے تحت ہوتے ہیں۔ انہیں جھاڑ جھاڑ پھرنا پڑتا ہے۔



the Hyderabad Abkari  
(Amendment) Bill, 1953.

مسٹر ڈیٹی اسپیکر - آنریبل ممبر اپنی تقریر کو صرف بل کی حد تک ہی محدود رکھیں تو مناسب ہے۔

شری عبدالرحمن - جی ہاں۔ میں اسی لحاظ سے کہہ رہا ہوں۔ ان نمبر اندازوں کی تنخواہ غالباً ۳۰ تا ۳۷ روپے ہوتی ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ نمبر اندازوں کی تنخواہ بے کمیشن نے کچھ اور تجویز کی تھی۔

شری کے - وی رنگا ریڈی - اسپیکر سر - اگر آنریبل ممبر کو لکچر ہی دینا ہوتو اس کے لئے کوئی اور موقع ہو سکتا ہے۔ یہ بل سے متعلق نہیں ہے۔

شری عبدالرحمن - معزز منسٹر کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں لکچر بازی کا عادی نہیں ہوں۔ میں وہ تلخ حقائق بتلانا چاہتا ہوں جو اس قانون سے متعلق ہیں۔ اس سررشتہ میں کام کرنے والوں کا کیا حال ہے وہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

شری کے - وی رنگا ریڈی - معزز رکن کو یہ جاننا چاہئے کہ گذشتہ پولیس ایکشن کے وقت جو معافیات دی گئی تھیں یا نمبر اندازوں کو جو تنخواہ دی جا رہی ہے وہ اس مسودہ قانون سے متعلق نہیں ہے۔ آپ کو اس حد تک بحث کرنی چاہئے کہ اس بل کے ذریعہ قانون میں جو ترمیمات کی جا رہی ہیں وہ کس نوعیت کی ہیں۔

شری عبدالرحمن - چونکہ اصل قانون میں قواعد کا ذکر ہے اور اسی قانون کی ترمیم ہو رہی ہے۔ قواعد میں سب چیزیں آتی ہیں۔ جو نقائص ہیں میں انہیں آنریبل منسٹر کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ انتظامی امور ہیں۔ اگر ان تلخ حقائق کا اظہار ناگوار خاطر گزر رہا ہو تو یہ اور بات ہے۔ میں تو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حقائق کو ایوان کے علم میں لاؤں۔

اس ترمیم میں کلکٹر کو بہت وسیع اختیارات دیدئے گئے ہیں۔ بیچارا کلکٹر کن کن محکمہ جات کے انتظامات کو دیکھیگا۔ اس کے تحت تعلیمات بھی ہے۔ پولیس ہے۔ دنیا بھر کی چیزیں ہیں۔ آبکاری کی ذمہ داری بھی کلکٹر پر ڈالی جاتی ہے۔ اس لئے وہ کام اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہوں گا کہ ہر ضلع میں آبکاری کا مہتمم ہوتا ہے۔ وہ گریڈڈ آفیسر ہے۔ اسکے مددگار ہوتے ہیں اس کا عملہ ہوتا ہے۔ آپ اسکو اختیارات دیجئے۔ وہ برابر ان اعلیٰ فرائض کو بھی انجام دے سکتا ہے۔ آپ اعلیٰ اختیارات کلکٹر کے ذمہ رکھ کر اسکے بوجھ میں اور اضافہ کیوں کرتے ہیں۔ اس طرح مشکلات میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ کلکٹر ایک دورہ کنندہ عہدہ دار ہوتا ہے۔ میں آپ کے سامنے مثالیں بھی رکھوں گا۔ آنریبل منسٹر اگر مناسب سمجھیں تو اس کا نوٹ لین اور دیکھیں کہ کلکٹوریٹ میں کس طرح ہو رہا ہے۔ نظامت آبکاری سے بقایا کی وصولی میں التوا کے احکام تو جاری ہو چکے ہیں۔ لیکن ضلع حیدرآباد کے کلکٹر کے پاس سے آج تین مہینے ہونے کے باوجود احکام تحصیل پر نہیں گئے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کلکٹر کی

دفتریت میں کس طرح تساہل اور غفلت برقی جارہی ہے۔ تین مہینے پہلے التوا حاصل ہونے کے باوجود تحصیل پر احکمہ نہیں پہنچتے۔ نتیجتاً اس بیچارے کی جائیداد تیلام ہو جاتی ہے۔

اس طرح محبوب نگر کا ایک کیس ہے۔ ۲۲ مئی کو نفاذات آبکاری سے ضلع کو احکام التوا جاتے ہیں لیکن تحصیل متعلقہ کو آج تک اخلاء نہیں کی گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کلکٹر کی کارکردگی خراب ہے بلکہ اسکے پاس زیادہ کم ہونے کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ ان انتظامی امور کا برابر اور بروقت تصفیہ کرسکے۔ لہذا وہ محض صیغہ دار کی کیفیت پر دستخط کردیتا ہے۔ اسٹے کلکٹر سے قانون کے تعمیل کی توقع رکھنا اہل معاملہ کے حق میں ظلم ہے۔ آپ مہتمم کو اختیارات دیجئے۔ اگر وہ غرضی کرے تو آپ اس کا جواب طلب کرسکتے ہیں اسکو برطرف کرسکتے ہیں مناسب سزا دے سکتے ہیں۔ آپ خود دیکھتے ہیں کہ منسٹر کے پاس سے کسی کلکٹر کے پاس احکم جاتے ہیں کہ تین دن کے اندر رپورٹ پیش ہو۔ لیکن تین دن تو کیا تین مہینوں کے اندر بھی کچھ نہیں ہوتا ایسی بہت سی باتیں ہیں۔ کلکٹروں پر ذمہ داری عائد کرنا میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی مشکلات میں اور اضافہ کرنا ہے۔ اسٹے میں تو کتھونگہ کہ آپ اس دفعہ کو حذف ہی کردیجئے یا اس میں مناسب ترمیم کیجئے کہ جہاں کلکٹر ہے وہاں مہتمم رہے۔

اس بل میں خلاف ورزیوں کے تعلق سے ازادیاد سزا کی خواہش کی گئی ہے۔ اور یہ کہا گیا کہ خلاف ورزیوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ مجھے یہ سنکر ییحد خوشی ہوئی۔ گذشتہ سشن کی پرویڈنٹس اٹھا کر دیکھئے تو اس میں یہ نوٹ ملیگا کہ معزز منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہمنے خلاف ورزیوں پر کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔ ہم ۹۹ فیصد خلاف ورزیوں پر کنٹرول کرچکے ہیں۔ منسٹر صاحب وہ پرویڈنٹس دیکھیں۔ لیکن آج اس بل کو منظور کروانے کی خاطر یہ کہا جا رہا ہے کہ خلاف ورزیاں ییحد بڑھ گئی ہیں۔ دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ صرف سزا میں اضافہ کا حق حاصل کرنے کے لئے ایسے خیالات ظاہر کئے جا رہے ہیں۔ ہم منسٹر صاحب کے آج کے بیان کو صحیح سمجھیں یا اس سے پہلے کے بیان کو صحیح سمجھیں۔ آپ سزا دیجئے۔ کوشش کیجئے کہ خلاف ورزیاں نہوں۔ لیکن دیکھئے کہ اصل مرتکبین جرم کون ہیں۔ یہ آپ کے سب انسپکٹرس ہیں۔ آپ کے آبکاری کے عہدہ دار ہیں اگر کبھی اتفاق سے فلائینگ اسکوڈ کا کوئی آدمی بن میں جاتا ہے تو اسکو کوئی ایک خلاف ورزی نظر آتی ہے ورنہ خلاف ورزیاں چلتی رہتی ہیں۔ سیکڑوں مثالیں ہیں۔ ایسے خود شہر میں کئی ہیں۔ جس مقام پر خفیہ کشیدگی کی خلاف ورزیاں زیادہ ہوگئی ہوں تو ظاہر ہے کہ اس سے مستاجر متاثر ہوگا لیکن آپ کے قانون میں ایسی کوئی گنجائش نہیں کہ ایسی صورت میں مستاجر کے ساتھ رعایت کی جائے۔ ایک گروائی میں میں نے دیکھا کہ ۷۶ مرتبہ خفیہ کشیدگی کی بھیاں گرفتار ہوئی ہوں اندازہ لگایا

جاسکتے ہیں کہ اس سے مستاجر کو کس قدر نقصان ہوا ہوگا۔ لیکن اسکو کوئی سہولت یا معافی نہیں دی گئی۔ اسکو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جس مقام پر ایسی خلاف ورزیاں ہوں تو مقامی سرکاری مستاجر کو سہولت ملنی چاہئے۔

دفعہ (۳۳) کے تعلق سے بھی گذشتہ ترمیم آئی ہے۔ اور بعض ایسی دفعات ہیں جن سے ہماری گردن جھک جاتی ہے۔ ۳۳ کے تحت ہائیکورٹ میں رٹ کا مقدمہ چل رہا ہے۔ نہیں معاف کیا تصفیہ ہوگا۔ اگر وہ تصفیہ ہمارے خلاف ہو جائیگا تو میرے لئے انتہائی حیرت اور انسوس کا مقام ہوگا۔ اس مقدمہ میں یہ ہے کہ غیر فریق ہر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی جاسکتی۔ باوجود اسکے اس بل کے ذریعہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس کو قانون میں شریک کیا جائے اور قانون کی شکل دی جائے۔ اس بل میں جتنے دفعات ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان پر مکرر غور کیا جائے۔ اور غور کرنے کے بعد، رشتہ کوئی واضح قانون بنائے۔ جب ترمیم کی جا رہی ہو تو یہی موقع قانون کی پوری اصلاح کر کے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ یہ بل سالٹ کمیٹی میں غور کے لئے بھیجا جائے۔ یا میں یہ خواہش کرونگا کہ اس بل کو واپس لیا جا کر گورنمنٹ کو واضح اور جامع قانون اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔

شری دھرمابھکش (سوریہ پیٹھ) مسٹر اسپیکر سر۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ آپ ۱۰ منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں تو مناسب ہے۔

شری دھرمابھکش۔ ۱۰ منٹ میں تو میں ختم نہیں کر سکتا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب تک اس بل پر کافی ڈسکشن ہو چکا ہے۔ بہت سے پوائنٹس ہاؤس کے سامنے آچکے ہیں۔ اس لئے جلد سے جلد اپنی تقریر ختم کیجئے۔

\* श्री धर्मभिक्षु :-

అధ్యక్షా,

ఇప్పుడు ఈ ఆబ్కారీశాఖ విషయమై తీసుకురాబడిన బిల్లు మీద చాలామంది గౌరవనీయులు మాట్లాడారు. ఈ ఆబ్కారీ విధానములో, చాలాకాలమునుంచి, మన ఆబ్కారీశాఖామంత్రిగారు “గీనేవానికే చొట్టు” అనే నినాదము చేస్తూవచ్చారు. ఆ నినాదముతోబాటు, దాని ప్రచారము పత్రికల ద్వారాను, రేడియో ద్వారానూ చురుకుగా చేయడం జరిగింది. ఈ విధముగా వారు “గీనేవానికే చొట్టు” అనే నినాదము చేస్తూండటమేగాని, ఆ గీనేవారిని పైకి తీసుకరావడానికి ఏమాత్రము ప్రయత్నము చేయలేదు. ఆ మంత్రిగారే, “గీత గీనేవానికి చొట్టు అని అన్నానేగాని; వాళ్ళను పైకి తీసుకరావడానికి ఏమీ ప్రయత్నముచేయలేదు, ఇప్పుడు వాళ్ళను పైకి తీసుకరావడానికి ప్రయత్నం చేస్తాన్నాను” అని అనెంట్టిలో చెప్పారు. దీనినిబట్టి, “గీనేవానికే చొట్టు” అనే నినాదము అప్పుడు వ్హారికి అవసరము కాబట్టి, దానిని ప్రచారము కోసము తీసుకువచ్చారని స్పష్టము





ప్రభుత్వానికి సుధ్య దళారీలు వుండకూడదని, ప్రభుత్వము పెట్టే హక్రాజుపద్ధతిలో తామేపాల్గొని కొంతవరకు వారీవృత్తిని అభివృద్ధి చేసుకొంటామని” సహకార సంఘాలు పెట్టుకొంటే, ఆహ్లాదకరమని చెప్పి చూపించి, ఆ వారీవృత్తి కోడానికి వారీవైన పద్ధతి. ప్రభుత్వము హక్రాజు లో దేశముఖ్యులు, మొదలైన వారీని పోటీపెట్టించి దేశముఖ్యులను రక్షిస్తున్నారు. విస్తారము రామచంద్రా రెడ్డిని జనగాం తాలూకాకు ఆహ్లాదకరం పెట్టారు. వారు ఆ ప్రాంతంలో ఆహ్లాదకరం అవరిపెతంగా డబ్బు దోచుకుంటున్నారు. జన్నారెడ్డి, ప్రతాపరెడ్డి గుమాస్తాలద్వారా చాలా స్థలము ఆక్రమించుకొన్నారు. వారు పెందరాబాదులో వుండి గజపాండ్రీ సమీపకొంటూ గుమస్తారే, కలెక్టర్ కే డబ్బు తీసుకు వచ్చి ఇస్తారని అనుకొంటూ పెందరాబాదులోనే వుంటారు. వారందరికీ ఎన్ని బకాయలు వున్నవో, అవన్నీ కలెక్టరు గారికి, ఆహ్లాదకరం అధికారులకు తెలిసే. వారిని ఎవరు అందుకు తగిన చేస్తున్నారే. ఆ విధంగా వారికి బకాయలు వున్నప్పటికీ ఉపయోగింపబడకుండా పెట్టడం జరుగుతుంది. కానీ, కలెక్టరుకు వందరూపాయలు బకాయ వుంటే వారికి కలిపిన నీళ్లు, బియ్యం, ఎవైనా, వారు బియ్యంలోనే వుండాలి తప్ప, వాళ్ళను గురించి ఆలోచించడంకానీ, తగిన చర్యలు తీసుకోవడంకానీ ఎవరూ వుండదు. వాళ్ళను జైళ్ళలో పెట్టడమే. కలెక్టరు సహకార సంఘాలను ఎవరూ చేయకొంటుంటే ప్రభుత్వము వాటిని ఏమాత్రము ప్రోత్సహిస్తున్నట్లు లేదు. చేసేత సహకార సంఘాలు పెట్టి చేసేత కార్మికులు చేసేత పారిశ్రామికాభివృద్ధికి ఎలా పూనుకొంటున్నారో, అవేవిధంగా పేముగూడా సహకార సంఘాలు పెట్టుకొంటామంటే వారికి ఏవిధమైన ప్రోత్సాహము వున్నదో, అర్థం కావడంలేదు. సోషలిస్టుల డిమాండ్ మెంటు వున్నదంటే, అది పెద్దాల్లుకాన్స్టేబులు ఎవరైనా సహకార సంఘాలు పెట్టుకొంటే వారికి కొద్ది, గొప్ప డబ్బు ఇస్తూ ప్రోత్సహిస్తున్నారని చెబుతుంటే. కానీ ఆహ్లాదకరం డబ్బు ఇవ్వకపోగా, పైగా కలెక్టరును జైళ్ళలో పెట్టమని చెబుతున్నారు. కొందరు “మేము సహకార సంఘాలు పెట్టుకొంటాము” అని అంగీకారము కోసము మంత్రిగారికి వ్రాస్తే, దానికి సమాధానము లేదు. పైగా “సహకార సంఘాల వారికి వ్రాయండి” అని వ్రాశారు. సూర్యపేటలో సదానందం తాంటివారీని తీసుకువచ్చి పోటీ పెట్టారు. సదానందం కంట్రాక్టరు. సూర్యపేటలో వీరు ఏమి చేస్తున్నారంటే, చెట్లు గీటుటానికి కాకుండా కలెక్టరులా వలసపోయేటట్లు, బెజవాడ మొదలైన ప్రాంతాలకు పోయేటట్లు చేశారు. వారు ఎక్కువ మునాఫాలు చెప్పి దోచుకొంటున్నట్లు తెలిస్తోంది. సూర్యపేటలో గీతసంఘం అని కలెక్టరులా కలసి పెట్టుకొన్నారు. అప్పుడు ప్రభుత్వము వాళ్ళను ప్రోత్సహించి, అటువంటి వాళ్ళదగ్గర హక్రాజుకు పోటీ పెట్టవద్దని చెప్పి, వారికి సహాయం చేయడానికి బదులు వారిమీద పోటీ నిలబెట్టాను. కనుక ఆహ్లాదకరం ఇదంతా ధృష్టిలో పెట్టుకోవాలి. “ఎక్కువ డబ్బు కావాలి. ఎవరైతే ఎక్కువ డబ్బు ఇస్తారో వారిని ప్రోత్సహిస్తామని కలెక్టరు చూడకుండా వుండవద్దని చెబుతున్నాను. దేవరకొండలో ముస్తాజరు, సబ్ ఇన్స్పెక్టరు, కాన్స్టేబుల్స్ ను పెంటబెట్టుకొని పోలీసువారికంటే అన్యాయముగా కలెక్టరు ఇన్సులు ఇవ్వాలని అదేపనిగా రెబ్బలు కొట్టారు. ఆహ్లాదకరం అధికారులకు ముస్తాజరులకు ఏదోవిధంగా సహాయం చేస్తూనే వున్నాంది. కాబట్టి ఈ బిల్లులోని వ్యవహారములు మామూలు ముస్తాజరుకావు. ఇవి చాలా ముఖ్యమైనవి. నేను “దానికి బదులు ఇదే పెట్టు ఇదేపని అదే పెట్టు” అనే పద్ధతిగా చూడడంలేదు. ఈ బిల్లుపైన సవరణలు వచ్చినప్పుడు నేను తీవ్రంగా

వ్యతిరేకిస్తారు. కాబట్టి ఈ బిల్లును సెలక్టు కమిటీకి పేయమెంట్‌గా కోరుతున్నాను. సెలక్టు కమిటీకి పేయమెంట్‌గా, మరియు ఆలోచించడం జరిగి కతాలీలకు పేసు కలుగుతుందని ఆశిస్తున్నాను. కాని సెలక్టు కమిటీ ఫిషయల్ కూడా ఆశలు పోయాయి. ఈ మధ్య టెనెన్సీ బిల్లును సెలక్టు కమిటీ పరిశీలించి, పూర్వము కన్నాగూడ రైతుకు వ్యతిరేకముగా రేపాట్లు వ్రాసింది. సెలక్టు కమిటీలో కూడా ఏమీ ఆశగా వుంటుందని అనుకోవడం లేదు. ఈ బిల్లును తిరిగి క్యాబినెట్‌లో పెట్టాలని అనుకుంటున్నాను. కాని దీనిని క్యాబినెట్‌లో పెట్టనవసరంలేదని, మంత్రిగారే యీ ఆఖ్కారీతో ఆంధ్రం వారని, వారికి అన్ని విషయాలు తెలుసునని, వారు దీనిలో సమర్థులని, కాబట్టి వారే దీనిని తిరిగి పరిశీలిస్తారని ఆశిస్తున్నాను. దీనిని తిరిగి సవరించకపోతే కతాలీలకు చాలా నష్టము, కష్టము సంభవిస్తుంది. దీనిని జాగ్రత్తగా పరిశీలించాలని మంత్రిగారిని కోరుతూ దీనిని తీవ్ర సమర్థనగా గుర్తిస్తారని, నేను అభిప్రాయ పడుతున్నాను.

శ్రీ గోపిడి గంగారెడ్డి :

అధ్యక్ష మహాశయ,

ఇప్పుడు ఏదైతే, ఈ గొడవు రాణం అనే శాసనాన్ని తీసుకువచ్చారో, అందులో ఎనిమిది క్లుప్తములు నలభై శాతాలు వున్నాయి. దీనివల్ల ఫలితములు ఏమి కనుపిస్తున్నవి? ఈ బిల్లును చదివితే కడుపు తరుక్కుపోతోంది. ఈ సందర్భములో గాంధీమహాత్ముడు చెప్పిన మాటలు, జ్ఞాపకము వస్తున్నాయి. కాని, గౌరవనీయ మంత్రిగారు తెచ్చిన బిల్లులో ఏమి వున్నది? గాంధీమహాత్ముడు మొట్టమొదట మద్యపాన నిషేధము కావాలని అన్నాడు. కాని మద్యపానం గురించి కానూ లేవడం జరుగుతోంది. దీని విషయం చూస్తే,—గౌరవనీయ మంత్రిగారు ఏమని చెప్పారంటే “గీచేవానికే చెట్టు” అని అన్నారు. మంత్రిగారు వుప-ఎన్నికలకు వచ్చి కొద్దిగా మషారా రూపంలో, చిన్న పిల్లలకు “ఆ బొబ్బలు తీసు, అటుచూడు, ఇటుచూడు,” అని చెప్పినట్లుగా “గీచేవానికే చెట్టు” అని ప్రజలకు చెప్పడం జరిగింది.

“మొదలు చూచిన కడుగొప్ప, పిదప కురుచ, అదీ కొంచెము తరువాత సగ్గి కమోను ధరను దీని పూర్వ పరభాగ జనితమైన చాయపోలిక కుజన సజ్జనులమైత్రీ.”

అను పద్యములాగా ఇది అంతా కనుపిస్తుంది. ఉదయము సూర్యుని ఎండ మనపై పడి మననీడ చాలా పాడుగుగా కన పడుతుంది. తరువాత క్రమ క్రమంగా ఎండవచ్చేటప్పటికి నీడ తగ్గిపోతూ వుంటుంది. అలాగే, ప్రభుత్వము చేసే పనులు మొదట ఆశగా కనుపించి, తరువాత రోజు రోజుకు క్రమంగా తగ్గిపోతున్నవి. మా ఆశలు అన్నీ ఎండమూపుల విధముగా అవుతున్నవి.

“దున్నేవానికే భూమి — గీచేవానికే చెట్టు” అని అన్నారు. కాని భూమి దున్నేదీ ఒక రైల్వే, ఫలము మరేయొకరు అనుభవిస్తూంటే, చెట్లుగీసేదీ ఒక రైల్వే. ఫలితము డబ్బు మరొకరు సంపాదిస్తున్నారు. ప్రభుత్వమువారు ఇటువంటి శాసనాలు తీస్తున్నారు. ఇటువంటి రాజ్యమును రామరాజ్యమని అనాలో, ఏమిరాజ్యమని అనాలో నాకు తెలియడంలేదు. ప్రభుత్వము అనేకమైన శాసనాలను తీసుకువస్తోంది. గుఱ్ఱాల పందెములను గురించి ఒక బిల్లు తెచ్చారు.

अहिंसा, सत्य, अस्तेय, ब्रह्मचर्य, असंग्रह,  
शरीरश्रम, अस्वाद, सर्वत्र भयवर्जन,  
सर्वधर्मी समानत्व स्वदेशी स्पर्शभावना,  
हीं अकादश सेवावी नम्रत्वं व्रत निश्चर्ये।

గొంధగారు.—

ایک آرپیل ممبر - بل پر بول رہے ہیں یا پیران بول رہے ہیں سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

శ్రీ గొంధగారిశ్రీ.—నేను బిల్లును గురించి చెబుతున్నాను. ఈ విధంగా చట్టముమీద తీసుకువచ్చిన మార్పులు సుష్టించి చెబుతున్నాను. “గీసేవానికి చెట్టు” అని అన్నారు. నిజమే గీసేవాడు చెట్టు ఏక్కుతాడు, అంతే. ఊరికే ఎక్కి గీసేంతవరకే వాడిది ఆ చెట్టు. కాని కల్లు మాత్రం వానికి దొరకదు. వాడికి పైసలు దొరకవు. అలాగే దున్నేవానికి భూమి అన్నారు. అవును. భూమి దున్నేంతవరకూ ఆ భూమి దున్నేవానిదే. తరువాత దాని ఫలితము మరొకరిది అవుతుంది. ఇప్పుడు తీసుకురాబడినటువంటి బిల్లు చూస్తే కఠాలీలకు ఏమాత్రం సహాయం చేసేదిగా లేదు. ఖార్కా నాలలో పనిచేసేవారు ౭ గంటలు, ౮ గంటలు, పని చేయాలి. ఆఫీసులలో పని చేసేవారికి ఇన్ని గంటలు పని చేయాలని ఉంటుంది. కాని ఈ కఠాలీలు విషయం ఇందులో ఏమి చెప్పారు? వాళ్ళు రోజుకు ఎన్ని చెట్లు గీయాలి? పడిచెట్లు గీయాలా? లేక ఇరపై చెట్లు గీయాలా? ఎన్ని గీయాలి? వారు మాత్రం మనుష్యులుకారా? వారికిమాత్రం మానవత్వము లేదా? ఈ స్వరాజ్యములో వారికిమాత్రం ఏమి స్వాతంత్ర్యము లేదా? గొడ్లకు, ఎద్దులకు ఏ విధంగా మెడపైన గండ్లు పడతాయో, అలాగే ఈ కఠాలీలపైపుమీద కూడా గళ్ళు పడతాయి. అబ్బాగీ శాఖవారికి చెవులు లేవు. ఉన్నా వారు వినేటట్లు లేరు.

The House then adjourned till Two of the clock on Friday, the 18th September, 1953.